

کُن
کی کُنجی
تصنیفِ لطیف
حُضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابوصالح مفتی
محمد فیض احمد اویسی رضوی
رحمۃ اللہ علیہ
Uwaysi Books
www.faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی حبیبہ الامین وعلی آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

امابعد! بندگانِ خدا جب قربِ الٰہی سے فائزالمرام فائِزُالمَرام (بامراد) ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی تجلیات سے ان کی زبانیں کُن کی کنجی کا درجہ رکھتی ہیں ظاہر میں تو کلمہ بندے کی زبان پر ظاہر ہو رہا ہوتا ہے لیکن در حقیقت وہاں قدرتِ ایزدی کا ظہور ہوتا ہے جیسے حدیث قدسی میں ہے جس کی مختصر تشریح آگے چل کر عرض کروں گا لیکن انبیاء واولیاء کے کمالات سے بیگانے لوگ کُن کی تعبیر محبوبانِ خدا کے لئے سن کر غلط تصور میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ فقیر نے اس رسالہ میں اس کی تحقیق لکھی ہے۔

وما توفیقی الا باللّٰہ وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

مقدمہ: ان محبوبانِ خدا کے ارشادات ملاحظہ ہوں جو اس نعمت سے بہرہ ور ہونے والوں کے بارے میں تصریح فرماتے ہیں۔

سیدنا حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

قولہ جل وعلا فی بعض کتبہ یا ابن آدم انا اللّٰہ الذی لاالٰہ الا انا اقول لشئ کن فیکون [1]

(فتوح الغیب شریف مقالہ ۴۶ صفحہ ۱۰۹، بھجۃ الاسرار شرح فتوح الغیب صفحہ ۸۷ مقالہ نمبر ۱۲، ۱۳)

اللہ تعالیٰ کی بعض کتابوں میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ اے ابن آدم! میں اللہ ہوں کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں کسی چیز کے لئے کُن فرماتا ہوں تو وہ ہو جاتی ہے تو میرا فرمانبردار بن جا تجھے ایسا مقام عطا فرماؤں گا کہ تو جس شے کے لئے کہے گا کُن ہو جا وہ ہو جائے گی۔

اس قول سے پہلے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقامِ فنا کا ذکر فرماتے ہیں ہیں کہ

وھی حالۃ الفناء التی ھی غایۃ احوال الاولیاء ولابدال ثم قد یرد الیہ التکوین فیکون جمیع ما یحتاج الیہ باذن اللّٰہ [2]

اس کے بعد وہی عبارت ہے جو میں نے رسالہ میں درج کی ہے۔ اس عبارت کا ترجمہ یہ ہے اور یہی حالتِ فنا ہے جو اولیاء وابدال کی انتہاء ہے پھر انہیں تکوین (کُن کہنا) عطا ہو جاتا ہے تو پھر ان کو جس چیز کی بھی حاجت ہوتی وہ سب کچھ باذن اللہ ہو جاتا ہے الخ اُویسی غفرلہ

انتباہ: انبیاء واولیاء سے کُن کا صدور اور اسی کے مطابق اشیاء کا ظہور بالمعنی ہے کہ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر ہیں نہ یہ کہ وہ از خود تصرف کے مالک ہیں ہمارا عقیدہ ہے کہ زبان ان کی فرمان اس کا۔

---

[1] فتوح الغیب، المقالۃ السادسۃ الاربعون، رقم الصفحۃ 216، مکتبۃ دار الزاھر.

[2] فتوح الغیب، المقالۃ السادسۃ الاربعون، رقم الصفحۃ 216، مکتبۃ دار الزاھر.

حضرت سیدنا غوثِ اعظم اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم فرماتے ہیں:

ثم یرد علیک التکوین بعدازاں رد کردہ میشود برتو وسپردہ میشود بتوهست کردن پیدا گردانیدن کائنات و تصرف دادہ میشود تراور عالم بر وجه کرامت وخرق عادت

اے بندے جب تو مقامِ فنائیت میں پہنچے گا تو تیرے پر تکوین ردہ کی جائے گی یعنی فنائیت کے بعد موجود کرنا اور کائنات پیدا کرنا تیرے سپرد کر دیا جائے گا اور عالم میں تجھے تصرف کرنے کی طاقت دی جائے کرامت اور خرقِ عادت کے طور پر جہان میں تصرف کرے گا۔

رسالہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے: **الفقیر الذی له امر فی کل شئ کن فیکون۔**[3] (شمائل الاتقیاء صفحہ۱۷)

فقیر وہ ہے جسے ہر شے میں تصرف کی اجازت حاصل ہو یعنی جب وہ کسی شے کے متعلق کہے کُن ہو جا وہ فوراً ہو جائے۔

شاہ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز نے لکھا کہ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم ازعارف همچو کن است از پروردگار تعالیٰ وتقدس۔

(اشعة اللمعات جلد۲ صفحہ۲۲۶، جواہر البحار جلد۳ صفحہ۲۶۲، مطالع المسرات صفحہ۳۲۳)

یعنی عارف باللہ بسم اللہ کہہ کر کسی شے کے ہونے کا ارادہ کریں تو وہ شے ہو جائیگی اس لئے کہ بسم اللہ ایسے ہے جیسے اللہ تعالیٰ کسی شے کو کُن کہہ کر ظاہر فرمائے۔ یہ بھی شانِ الٰہی کا اظہار ہے کہ عارف باللہ مظہر حق ہے۔

یہی شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

فحینئذٍ یُضاف إلیک التکوین وخرق العادات پس چوں فانی شود از خودی و نماند جز فعل و ارادت در تو نسبت کردہ می شود بسوئے تو پیدا کردن کائنات و پارہ کردن عادات یعنی متصرف می گر داند ترا در عالم بخوارق و کرامات۔[4]

(شرح فتوح الغیب صفحہ۳۰)

یعنی جب تو فنافی اللہ کے مقام پر پہنچ گیا اور خودی سے خالی ہو گیا فعل اور ارادہ کے سوا تجھ میں کچھ نہ رہا تو کائنات میں تصرف کرنے اور خرقِ عادات کو تیری طرف منسوب کیا جائیگا یعنی اللہ تعالیٰ تجھے خَوارِق (معجزات) کے علم اور کرامات میں متصرف کر دے گا۔

توضیح ضروری: اللہ تعالیٰ نے حضرتِ انسان کو اپنا نائب و خلیفہ بنایا ہے۔ اس کا انکار ابلیس نے کیا تو ملعون ٹھہرا یا اب بھی اگر کسی کو انکار ہے تو اس کا اپنا نقصان ہے۔ اس لئے کہ انسان جب کاملیت کے درجہ کو پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی نیابت و خلافت کے اِستحقاق (حق) پر اس سے وہی امور صادر ہوتے ہیں جو

---

[3] الفیوضات الربانیة في المآثر والاوراد القادریة، رقم الصفحة 11، کتاب ناشرون بیروت لبنان (book publishers)۔ (رسالہ غوثیہ اس کتاب میں موجود ہے)

[4] شرح فتوح الغیب اردو، المقالة السادسة، ص69، صفہ اکیڈمی لاہور

اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ معجزات و کرامات کا ماننا فرض ہے تو معجزات و کرامات کیا ہیں وہی امور تو ہیں جو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے نائب اور خلیفہ یعنی حضور ﷺ اور ولی کامل سے صادر ہوں۔ اس معنی پر کسی محبوبِ خدا کی زبان سے کلمہ کُن صادر ہوا اور وہ شے ہوگئی تو یہی کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اظہار اس کے بندے سے ہوا۔ وہ نبی ہیں تو اسے معجزہ کہا جائے گا اگر ولی اللہ ہیں تو کرامت کہلائے گی اسی کو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں فرمایا ہے۔

آیت: اس آیۃ مبارکہ کا ترجمہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے یوں فرمایا تم فرماؤ میں اپنی جان کے بھلے بُرے کا خود مختار نہیں مگر جو اللہ چاہے۔

اس کی تفسیر میں حضرت صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا حضرت مترجم قدس العزیز نے فرمایا تھا بھلائی جمع کرنا اور بُرائی نہ پہنچنا اسی کے اختیار میں ہو جو ذاتی قدرر کھے اور ذاتی قدرت وہی رکھے گا جس کا علم بھی ذاتی ہو کیونکہ جس کی ایک صفت ذاتی ہو تو اس کے تمام صفات ذاتی تو معنی یہ ہوئے کہ اگر مجھے غیب کا علم ذاتی ہوتا تو قدرت بھی ذاتی ہوتی اور میں بھلائی جمع کر لیتا اور بُرائی نہ پہنچنے دیتا بھلائی سے مراد راحتیں اور کامیابیاں اور دشمنوں پر غلبہ ہے اور بُرائیوں سے تنگی اور تکلیف اور دشمنوں پر غالب آنا مراد ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بھلائی سے مراد سرکشوں کا مطیع اور نافرمانوں کا فرمانبردار اور کافروں کا مومن کر لینا ہو اور بُرائی سے مراد بدبخت لوگوں کا دعوت کے باوجود محروم رہ جانا مراد ہو تو حاصلِ کلام یہ ہو گا کہ اگر میں نفع و ضرر کا ذاتی اختیار رکھتا تو منافقین و کافرین کو مومن کر ڈالتا اور تمہاری کفری حالت دیکھنے کی مجھے تکلیف نہ پہنچتی۔

فائدہ: اس آیت میں صاف اور واضح طور پر بتایا ہے کہ بندہ محبوب (نبی، ولی) جو کچھ کرتا ہے وہ در حقیقت اللہ تعالیٰ کی عطا ہے جس کا نام معجزہ یا کرامت ہے۔ ایسے کمالات و حالات کے اظہار پر نبوت کی توثیق و تائید ہوتی رہی جس کا انکار کفر اور اقرار ایمان بن گیا لیکن بیچارہ ابلیس تو طوقِ لعنت پہن چکا اب یہ طوقِ لعنت اس سے نہ اترنے کو ہے اور نہ اللہ تعالیٰ اتارے گا۔ افسوس اس برادری پر ہے جو تا حال اس ضد میں ہیں کہ نبی اور ولی کو کوئی اختیار نہیں نہ ذاتی طور پر نہ عطائے الٰہی سے پھر ان کی زبان کا کُن کی کنجی ہونا تو دور کی بات ہے۔ اس برادری کا ایک حوالہ ملاحظہ ہو

آنحضرت ﷺ کو نہ دوسروں کے بارے میں نفع و ضرر کا اختیار حاصل تھا اور نہ خود اپنی ذات بابرکات کے لئے جس پر ایک دلیل " قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ "[5] ہے یہ آیۃ مبارکہ لکھ کر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی و صدر الافاضل قدس سرھما پر طنز کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

> "تو اس سے گلو خلاصی کے لئے خاں صاحب بریلی اور ان کے شاگردِ رشید مولوی نعیم الدین صاحب وغیرہ نے یہ طریق اختراع اور اختیار کیا ہے کہ آیت کا معنی یوں کر ڈالے کہ میں از خود اختیار نہیں رکھتا اور میں ذاتی قدرت نہیں رکھتا گویا لفظ خود اور ذاتی کی قید اپنی طرف سے لگا کر آیت کے قطعی معنی کے جواب سے عہدہ بر آ ہونا چاہتے ہیں۔"[6] (تنقید متین صفحہ ۲۱۵)

---

[5] الاعراف: 188

[6] تنقیدِ متین بر تفسیر نعیم الدین از محمد سرفراز خان، سیز دھم، ص 175، مکتبہ صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم، گھنٹہ گھر، گجرانوالہ

فائدہ: ہماری پیش کردہ آیت مع تفسیر پر ابلیس کے منشور کے مویدین (مدد کرنے والوں) نے اعتراض اُٹھایا ہے۔ فقیر یہاں ان کی تردید اور اپنی تائید میں صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا ہے کہ آخر قرآن وحدیث حضراتِ صحابہ کرام، تابعین عظام اور آئمہ دین وبزرگانِ صالحین کے سامنے بھی تھے ان کا جو مطلب ومعنی اور جو تفسیر ومراد انہوں نے سمجھی وہی حق اور صواب ہے باقی غلط وباطل پس عوام کا یہ کام ہے کہ ہر باطل پرست اور خواہش زدہ سے سوال کریں کہ فلاں آیت اور فلاں حدیث کی جو مراد تم بیان کررہے ہو آیا یہ سلف صالحین سے ثابت ہے اگر ہے تو صحیح اور صریح حوالہ پیش کرو" چشم ماروشن دل ماشاد " ورنہ یہ مراد جو تم بیان کررہے ہو اس قابل ہے کہ اسے تم اُٹھاکر پھینک دو باہر گلی میں۔

عطائے خدا کا ثبوت: فقیر اس مضمون کو طول نہیں دینا چاہتا اہلِ فہم کے لئے صرف آیت پر اکتفا کرتا ہے جس میں واضح الفاظ سے عطائی اختیار انبیاء واولیاء کا ثبوت ہے۔ سب کو معلوم ہے کہ سیدنا سلیمان علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام وہ نبی تھے جنہوں نے دینوی امور کی سلطنت بعطائے الٰہی چلائی اور خوب چلائی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ ۝ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ۝ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ۝ هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ (پارہ ۲۳، سورۃص، آیت ۳۶تا۳۹)

ترجمہ: توہم نے ہوا اس کے بس میں کردی کہ اس کے حکم سے نرم نرم چلتی جہاں وہ چاہتا اور دیو بس میں کردیئے ہر معمار اور غوطہ خور اور دوسرے اور بیڑیوں میں جکڑے ہوئے یہ ہماری عطا ہے اب تو چاہے تو احسان کر یا روک رکھ تجھ پر کچھ حساب نہیں۔

فائدہ: ان آیاتِ مبارکہ سے ثابت ہوا کہ امورِ خلافِ عادات (یعنی معجزات) نبوت کے تابع ہوتے ہیں اور نبوت کے حکم سے تکمیل پاتے ہیں اور معجزات میں نبوت کی چاہت کو دخل ہے یعنی نبوت کو معجزات پر قدرت حاصل ہے اور معجزات میں نبی کے ارادہ کو دخل ہے اور نبوت اظہار معجزات میں مختار ہے۔

''هٰذَا عَطَآؤُنَا'' میں تصریح فرمادی کہ ان حضرات کو ایسے تصرفات پر قدرت ہماری عطا ہے جو ان کا انکار کرے وہ قرآنِ کریم کی تصریحات کا منکر ہے۔

قاعدہ: قرآنی آیات میں غیر اللہ کی قدرت واختیار کی نفی سے قدرت ذاتی اور مستقل قدرت کی نفی مراد ہوتی ہے۔ چنانچہ تمام تفاسیر میں یہی قاعدہ موجود ہے حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۲۳۱ میں فرماتے ہیں:

والقدرۃ الکاملۃ والعلم المحیط لیس الا للّٰہ تعالیٰ[7]

یعنی قدرتِ کاملہ اور علم محیط نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کے لئے۔

---

[7] مفاتیح الغیب، سورۃ الاعراف، تحت الآیۃ 188، 425/15، دار احیاء التراث العربی بیروت، الطبعۃ الثالثۃ، 1420ھ۔

فائدہ: اہلِ فہم پر روشن ہے کہ قدرتِ کاملہ وہی ہے جس میں کسی وجہ سے نقص راہ نہ پاسکے یعنی قدرت قدیم ہو، مُمْتَنِعُ الزوال (جسے زوال نہ) ہو، مستقل ہو اور اسی کو قدرتِ ذاتیہ سے تعبیر کرتے ہیں اور علم محیط وہ علم ہے جو معلوماتِ غیر متناہیہ کو شامل ہو، قدیم مستقل ہو اور اس کو علمِ ذاتی سے تعبیر کرتے ہیں یہی کیفیت اختیار وتصرف کی ہے ایسے فرق بین کے باوجود کسی نبی وولی کا تصرف واختیار شرک نظر آتا ہے تو وہ اپنی کم علمی پر ماتم کرے۔

ثبوت اختیار از نبی مختار ﷺ:

حدیث شریف میں ہے:

عن العباس بن عبد المطلب انه قال یارسول اللهﷺ هل نفعت ابا طالب بشئی فانه کان یحوطك ویغضب لک قال رسول اللهﷺ نعم هو فی ضحضاح من نار ولو لا انا لکان فی الدرک الاسفل من النار[8]

یعنی عباس بن عبد المطلب سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ نے ابوطالب کو کچھ نفع دیا وہ آپ کی رعایت کرتے تھے آپ کے لئے غضب ناک ہوتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں میں نے اسے نفع دیا ہے۔ اب صرف اس کی ایڑیاں آگ میں ہیں اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ دوزخ کے سب سے آخری طبقہ میں ہوتے۔

فائدہ: ہم مخالفین سے پوچھتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ابوطالب کو نفع دیا؟ یہ نفع ذاتی ہے یا عطائی؟ شق اول خود شرک ہے اور شق ثانی ہمارے دعویٰ کی دلیل ہے۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۲۸ پر ہے

عن عابس بن ربیعه قال رایت عمر یقبل الحجر ویقول انی لاعلم انک حجر ماتنفع ولا تضر۔[9] (الحدیث)

عابس بن ربیعہ سے مروی ہے انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ حجر اسود کو بوسہ دے رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے اور نہ نفع دیتا ہے اور نہ نقصان یعنی وہ پتھر کسی کو ذاتی طور پر نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

فائدہ: حضرت ملا علی قاری ''لا تضر'' کے تحت فرماتے ہیں:

ای فی حد الذات۔[10] (مرقات جلد۵ صفحہ ۳۲۵) یعنی ذاتی طور پر

---

[8] صحیح البخاری، کتاب الادب، باب کنیة المشرک، 46/8، رقم الحدیث 6208، دار طوق النجاۃ، الطبعة الاولی، 1422ھ۔

[9] مشکاۃ المصابیح، کتاب المناسک، باب دخول مکة والطواف، الفصل الثالث، 795/2، رقم الحدیث 2589، المکتب الاسلامی بیروت، الطبعة الثالثة، 1985۔

[10] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، کتاب المناسک، باب دخول مکة والطواف، 1795/5، دار الفکر بیروت لبنان، الطبعة الاولی، 1422ھ 2002م۔

انتباہ: غور فرمایئے کہ اگر ہم حضور اکرم ﷺ کے لئے نفع ذاتی کی نفی کرکے عطائی نفع ثابت کریں تو بگڑ جاتے ہیں اور ملا علی قاری اس عبارت میں پتھر کے لئے عطائی نفع ثابت کر رہے ہیں تو ان پر کوئی اعتراض نہیں افسوس ہے کہ یہ لوگ بے جان پتھر کے لئے نفع مان سکتے ہیں اور کائنات کے محسنِ اعظم ﷺ کے لئے یہ فضیلت مخالفین کی نگاہوں میں کھٹکتی ہے۔

حجراسود کا نفع وضرر: مخالفین حدیث مذکور کا غلط مفہوم بیان کرکے دھوکہ دیتے ہیں فقیر ان کے دھوکہ کا ازالہ کرتا ہے مثلاً وہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صاف فرمایا کہ اے پتھر تو نفع دیتا ہے نہ نقصان۔

جواب نمبر ۱: مخالفین ہم سے پوچھتے ہیں کہ اگر حجراسود نفع بخش ہوتا تو رسول اللہ ﷺ تعلیم امت کے لئے اسے بوسہ کیوں دیتے اور اگر بالفرض پہلے اس میں نفع نہیں تھا تو کیا رسول اللہ ﷺ کے بوسہ دینے اور اس پر دست مبارک رکھنے کے بعد بھی وہ نفع سے خالی رہ گیا؟ ہر گز نہیں حجراسود کا یہ کس قدر نفع ہے کہ وہ بوسہ دینے والوں کو اپنے وجود پر حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کے منہ مبارک اور دست مبارک رکھنے کا فیضان مسلسل سرکار ﷺ کی امت میں تقسیم کر رہا ہے۔

جواب نمبر ۲: چونکہ کچھ عرصہ پہلے لوگ پتھروں کی عبادت کرتے تھے اور ان سے نفع و نقصان کی توقع رکھتے تھے اس لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واضح فرمایا کہ حجراسود کے متعلق مسلمانوں کا اعتقاد وانداز مشرکین کے برعکس ہے اس لئے کہ حجراسود نہ معبود ہے نہ اذن الٰہی کے بغیر از خود نفع ونقصان دے سکتا ہے۔ خلاصۂ کلام یہ کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ازروئے اسلام باذنِ الٰہی حجراسود کے نفع وضرر کا انکار نہیں کیا۔ بنابریں(اس لئے) عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ''لاتضر ولا تنفع'' کی شرح ''الا باذن الله'' کے ساتھ کی ہے[11] یعنی اذنِ الٰہی کے بغیر نفع وضرر نہیں دے سکتا ہاں اذنِ الٰہی اور عطاءِ خداوندی سے نفع وضرر کی صلاحیت رکھتا ہے جیسا کہ پتھر ہونے کے باوجود وہ سنتا بھی ہے جس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسے خطاب فرمانا دلیل ہے اگر وہ سن نہیں سکتا اور اس میں فہم وشعور نہیں تو پھر اس سے کلام وخطاب کرنے کا کیا مطلب؟

جواب نمبر ۳: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ظاہری الفاظ کی اِشتِباہ(شک وشبہ) کی بناء پر اسی وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرما کر اس مضمون کو مکمل فرمادیا تھا چنانچہ مولانا عبدالحئی لکھنوی نے مقدمہ ہدایہ کتاب الحج کے ابواب میں اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تفہیمات الٰہیہ جلد۲ صفحہ۱۰۶ میں، علامہ علی الحلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سیرتِ حلبیہ جلد۱ صفحہ ۱۵۲ میں ''اطالع الطیف'' نے فصل مکہ میں اور مولوی وحید الزماں اہلحدیث نے حاشیہ تیسیر الباری جلد۲ صفحہ ۱۴۷ میں بروایت حاکم نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے امیر المومنین (عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہ نفع ونقصان دے سکتا ہے۔ قیامت کے دن اس کی آنکھیں ہوں گی اور زبان اور ہونٹ اور یہ گواہی دے گا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر فرمایا اے ابوالحسن جہاں تم نہ ہو وہاں اللہ مجھ کو نہ رکھے[12] مولوی

[11] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، کتاب الحج، باب ما ذکر فی الحجر الاسود، 240/9، دار احیاء التراث العربی بیروت.

[12] إنسان العیون في سیرۃ الأمین المأمون، باب بنیان قریش الکعبۃ شرفھا اللہ تعالی، 230/1، دار الکتب العلمیۃ بیروت، الطبعۃ الثانیۃ، 1427ھ.

تیسیر الباری ترجمہ وتشریح صحیح بخاری شریف از مولوی وحید الزمان، کتاب المناسک، حج اور عمرے میں رمل کرنے کا بیان، حاشیہ2، 2/149، ضیاء احسان پبلشرز، لاہور، 1990م.

عبد الحئی لکھنوی نے یہ تمام واقعہ مقدمة الهداية کے باب الحج میں نقل کیا ہے۔ اسی درسی کتاب کے مقدمہ میں یہ واقعہ پڑھ سکتے ہیں تفصیل و تحقیق کے لئے فقیر کا رسالہ "التحریر المسجد" میں دیکھئے۔

کراماتِ صحابہ کرام رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھم : صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قدرت بھی عطا کردہ تھی۔ انہوں نے جو کچھ حضور ﷺ سے نفع حاصل کیا وہ سب اس عطائی قدرت کا ثمرہ (پھل) تھا یہ کس نے کہا ہے کہ عطائی قدرت سے نفع حاصل نہیں ہو سکتا ہاں عطائی قدرت کے بغیر ذاتی طور پر کچھ نہیں ہو سکتا اور یہ بالکل واضح ہے۔

حدیث قدسی "کنت سمع الذی" میں ایک جملہ "ولسانه الذی یتکلم به"[13] (لمعات) بھی ہے یعنی زبان بندے کی اور اس سے بولنے والا خود اللہ تعالیٰ ہے۔ اس جملے کے بعد اگر نبی کریم ﷺ یا اولیائے کرام کو زباں یا کُن کی کنجی کہا جائے تو عین مراد ہے اس کی مزید تحقیق فقیر کے رسالہ "فناءوبقاء" میں پڑھئے۔

مرادِ مصطفی ﷺ: حضور اکرم ﷺ کا بھی اس طرف اشارہ ملتا ہے کہ آپ ﷺ کی زبان مبارک سے صادر شدہ فرمان کُن کی زبان ہے۔ چنانچہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی نے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا حج ہر سال فرض ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ اس کے بعد فرمایا "لو قلت نعم لو جبت"[14] اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال فرض ہو جاتا۔ (ترمذی، نسائی، ابن ماجه، دارمی، احمد)

فائدہ: اس میں غور فرمایئے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنی زبانِ مبارک کے کُن کی کنجی ہونے پر کیسی توثیق فرمائی کہ "نعم" کہہ دیتا تو ہر سال حج فرض ہوتا۔

عقیدہ صحابہ کرام رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھم : بفضلہ تعالیٰ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی عقیدہ تھا کہ حضور اکرم ﷺ کی زبانِ مبارک کُن کی کنجی تھی۔ یہاں صرف ایک روایت پر اکتفاء کرتا ہوں وہ حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا واقعہ ہے جسے امام بخاری و امام مسلم کے علاوہ متعدد محدثین نے اپنی تصانیف میں بیان فرمایا ہے مثلاً طبقات ابن سعد و سیرتِ ابن ہشام و البدایہ والنھایہ لابن کثیر و ابن ہشام وغیرہ میں روایت تفصیل سے مذکور ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے خیبر کی جنگ کی طرف تشریف لے جاتے ہوئے حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اے ابن اکوع اونٹ سے نیچے اترو اور حد خوانی کرو (کیونکہ اونٹ حدی خوانی سے تیز تیز چلتے ہیں) وہ اترے اور حضور اکرم ﷺ کے حکم کی تعمیل میں حدی خوانی کرنے لگے اور ترنم سے یہ شعر پڑھنے لگے

---

[13] کنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، الكتاب الأول من حرف الهمزة في الإيمان والإسلام من قسم الأقوال، الباب الثالث في لواحق الإيمان، الفصل الأول في الصفات، 230/1، رقم الحديث 1157، مؤسسة الرسالة، الطبعة الخامسة، 1401ھ/1981م.

[14] سنن الترمذی، كتاب الحج، باب ما جاء كم فرض الحج، 169/3، رقم الحديث 814، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر، الطبعة الثانية، 1395ھ 1975م.

واللّٰہ لولا اللّٰہ ما اھتدینا　　ولا تصدقنا ولا اصلینا انا

اذا قوم بغوا علینا　　وان ارادوفتنۃ ابینا

فأنزلن سکینۃ علینا　　وثبت الاقدام ان لا قینا

خدا کی قسم اگر اللہ کا فضل نہ ہوتا اور یا رسول اللہ ﷺ آپ تشریف نہ لاتے تو ہم کہاں صدقہ دیتے اور کہاں نماز پڑھتے۔ اب جب کوئی قوم ہمارے خلاف بغاوت کرے گی یا ہم سے لڑے گی تو ہم ان سے نمٹ لیں گے" تو اے اللہ کے رسول ہم پر" خدا سے دعا کر کے سکونت وطمانیت اتاریں اور اگر ہم دشمن سے جنگ کریں تو ہمیں ثابت قدم رکھیں۔

حضور اکرم ﷺ نے ابن اکوع سے فرمایا "یرحمک اللّٰہ" اے ابن اکوع خدا تجھ پر رحم کرے۔ آپ جس کے بارے میں یہ فرماتے وہ اس جنگ میں شہید ہو جاتا۔ اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی "وجبت واللّٰہ یارسول اللّٰہ لو امتعتنا بہ" خدا کی قسم اس کے لئے شہادت واجب ہو گئی۔ اے اللہ کے رسول ﷺ کیا ہی اچھا ہوتا کہ آپ ﷺ ہمیں ابن اکوع سے مزید اُٹھانے دیتے یعنی انہیں زندہ رہنے دیتے چنانچہ یوں ہی ہوا کہ ابن اکوع خیبر کے روز شہید ہو گئے۔

واقعہ یوں ہے کہ ان کی اپنی تلوار جس سے وہ دشمن کو مارنے لگے تھے پلٹ کر خود انہیں لگ گئی جس سے وہ شدید زخمی ہو گئے اور اسی سے وہ جاں بحق (فوت) ہو گئے۔ مسلمان ان کے بارے میں شک میں مبتلا ہونے لگے اور کہنے لگے کہ یہ کیسے شہید ہو سکتے ہیں یہ تو اپنی تلوار سے قتل ہوئے ہیں حتیٰ کہ عامر بن اکوع کے بھتیجے مسلمہ نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں صورتِ حال عرض کی اور ان کی شہادت کے بارے میں سوال کیا۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "انہ لشھید" بلاشبہ وہ شہید ہیں آپ ﷺ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھی اور سب مسلمانوں نے آپ ﷺ کے پیچھے ان کی نمازِ جنازہ میں شمولیت کی۔[15]

فوائد: اس صحیح روایت سے متعدد مسائل وعقائد کا حل ہے مثلاً آپ ﷺ نے حضرت عامر بن اکوع سے اشعار سن کر دعا فرمائی لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً کہہ دیا کہ حضور آپ ﷺ ان کو کوئی دن زندہ رہنے دیتے آپ ﷺ نے تو ان پر جنت واجب کر دی یہ اس لئے کہا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان بارہا تجربہ کر چکے تھے کہ آپ ﷺ جس کے بارے میں یہ دعا فرماتے وہ لازماً شہید ہو جاتا یہی "کُن کی کنجی" والا عقیدہ ہے کہ تیرے منہ سے جو بات نکلی وہ ہو کے رہی۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ ہر امتی کا انجام دیتے ہیں نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ نعتِ رسول سنتِ رسول ﷺ ہے۔

صلی اللّٰہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ الف الف مرۃ اجمعین

---

[15] سیرۃ ابن ہشام، ذکر المسیر إلی خیبر في المحرم سنۃ سبع، ارتجاز ابن الأکوع ودعاء الرسول لہ واستشھادہ، 328/2، 329، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابي الحلبي وأولادہ بمصر، الطبعۃ الثانیۃ، 1375ھ 1955م۔

الروض الأنف في شرح السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ذکر المسیر إلی خیبر في المحرم سنۃ سبع، 87/7، دار إحیاء التراث العربي، بیروت، الطبعۃ الأولی، 1421ھ 2000م۔

باب اول

دراصل یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے چنانچہ فرمایا:

اِنَّمَآ اَمْرُہٗۤ اِذَآ اَرَادَ شَیْـًٔا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ O (پارہ۲۳، سورۃ یٰسین، آیت ۸۲)

ترجمہ: اس کا کام تو یہی ہے کہ جب کسی چیز کو چاہے تو اس سے فرمائے ہو جا وہ فوراً ہو جاتی ہے۔

اہل علم جانتے ہیں کہ یہاں کُن فرمانے سے ارادہ خلق کا اشیاء سے تعلق مراد ہے نہ کہ محض کاف نون فرمانا یا کسی سے خطاب فرمانا جیسا کہ منکرین کمالاتِ مصطفی ﷺ نے سمجھا اور اسی بے سمجھی سے اعتراض اُٹھایا کہ اگر سب چیزیں کُن سے بنیں تو کُن کس سے بنا اور بناتے وقت کُن کس سے فرمایا اور کس نے سنا یہ اعتراض محاورۂ عرب نہ جاننے کی وجہ سے ہے ورنہ اصل عقیدہ یہ ہے کہ رب (عزوجل) کا ارادہ قدیم ہے مگر تعلق حادث اور نو پید جیسے سورج کا نور پہلے سے ہے مگر ہمارا دھوپ لینا آج ہوا چونکہ انبیاء واولیاء اللہ تعالیٰ کے مظاہر اور اس کی صفات سے مُتَّصِف (وصف رکھنے والے) ہیں اسی لئے ان کا کُن کہنا مظہریت کی بناء پر ہے اور اس قاعدہ سے مخالفین بھی انکار نہیں کرسکتے دوسرا یہ کہ ان کا کُن کہنا اللہ تعالیٰ کی تقدیر بدلنا ہے اور یہ بھی مسلم ہے کہ۔

نگاھئ مردِ مومن سے بدل جاتی ھیں تقدیریں: تو جو دلائل تقدیر بدلنے اور اختیارِ انبیاء واولیاء کے متعلق ہیں وہی یہاں جاری ہوں گے۔ ہم یہاں وہ روایات نقل کرتے ہیں جن میں صراحۃً لفظ کُن وارد ہے اور حضور اکرم ﷺ نے خود استعمال فرمایا یا ایسا معجزہ فرمایا جس کا تکوین (تخلیق) سے تعلق ہے۔ اس کی بھی یہی تقریر ہوگی کہ تخلیق اللہ تعالیٰ کا فعل ہے اور اظہار نبی کریم ﷺ کا ایسے ہی اولیاء کرام و دیگر انبیاء علیہم السلام۔

حضرت امام ابن سعد سیدنا عمر ابن میمون سے راوی ہیں کہ کفار نے حضرت عمار بن یاسر کو آگ میں ڈالا تو حضور اکرم ﷺ کا وہاں سے گزر ہوا آپ ﷺ ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے اور یوں فرماتے :

یا نار کونی بردا وسلاماً علی عمار کما کنت علی ابراھیم۔ [16] (خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۸۰، زرقانی جلد ۵ صفحہ ۱۹۳، ابن سعد، کنز العمال)

اے آگ عمار پر ایسی ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا جیسے ابراہیم علیہ السلام پر ہوئی تھی۔

فائدہ: اس روایت میں حضور ﷺ کے کُن کا جلوہ دکھایا اور وہی فرمایا جو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے فرمایا تھا۔

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حکم بن ابی العاص حضور بے عیب محبوب ﷺ کے پاس بیٹھتا تو حضور ﷺ جب گفتگو فرماتے تو حکم ابن العاص اپنا چہرہ بگاڑتا ایک دن حضور ﷺ نے اس سے فرمایا:

---

[16] الطبقات الکبری لابن سعد، القول فی الطبقة الأولی وهم البدریین من المهاجرین والأنصار، طبقات البدریین من المهاجرین، ومن حلفاء بني مخزوم، عمار بن یاسر، 188/3، دار الکتب العلمیة بیروت، الطبعة الأولی، 1410 ھ 1990 م.

کن کذلک فلم یزل یختلج حتی مات۔[17] (اخرجہ الحاکم و صححہ والبیہقی والطبرانی، خصائص جلد ۲ صفحہ ۷۹)

ایسے ہی ہو جاتو مرتے دم تک اس کا چہرہ بگڑا رہا۔

فائدہ: یہاں بھی حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے لفظ کُن استعمال فرمایا اور ویسے ہوا جیسے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک دن خطبہ دیا ایک مرد حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پیچھے شکل بگاڑ کر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نقلیں اتارنے لگا۔ حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ''کن کذلک'' ایسا ہی ہو جاتو وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا اس کو اس کے گھر والے اُٹھا کر لے گئے۔ دو ماہ تک وہ بے ہوش رہا پھر جب اسے بے ہوشی سے افاقہ ہوا تو اس کا منہ ویسے ہی بگڑا ہوا تھا جیسا کہ نقل کے وقت تھا۔[18]

(اخرجہ البیہقی، خصائص کبریٰ صفحہ ۷۹۲)

حکم بن ابی العاص نے بطورِ اِستہزاء (ہنسی ٹھٹھا) حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے چلنے کی نقل اُتاری تو حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

کن کذلک فکان یرتعش حتی مات۔[19] (خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۷۹، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۹۱، طبرانی بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

تو مرتے دم تک اس کو رَعشہ[20] رہا۔

فائدہ: یہ پہلے واقعہ کے علاوہ ہے وہاں گفتگو کی نقل کا بیان ہے یہاں رفتار کی نقل کا ذکر ہے۔ پہلی سزا کے بعد دوسری سزا ملی لیکن کفار مشرکین ضد کے پکے تھے کہ معجزات پر یقین ہونے کے باوجود پھر بھی انکار کرتے تھے جیسا کہ آج کل منکرین کمالاتِ مصطفی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا حال ہے۔

حضرت مولانا رومی قدس سرہ مثنوی شریف میں ایک حکایت لکھتے ہیں کہ ایک گستاخ نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نامِ پاک کا تَمسخُر (مزاق) اُڑا کر منہ ٹیڑھا کر کے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نام لیا جس وقت اس نے منہ ٹیڑھا کر کے نام پاک لیا اسی وقت اس کا منہ ویسے کا ویسا ہی رہ گیا لاکھ کوشش کی مگر منہ سیدھا نہ ہوا۔ یہ صورت دیکھ کر ناچار وہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اے مصطفی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مجھ سے سخت گستاخی ہوئی میں اپنے اس فعل پر نادم ہوں کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی گستاخی کی آپ رحمۃ للعالمین ہیں میں بصدق دل توبہ کرتا ہوں لہٰذا میری خطا معاف فرمائے۔ چنانچہ مولانا روم قدس سرہ نے فرمایا:

آں دہن کژکرد از تسخر بخواند   نامِ احمدؐ را دہانش کژ بماند

---

[17] المستدرک علی الصحیحین، کتاب تواریخ المتقدمین من الأنبیاء والمرسلین، ومن کتاب آیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التي هي دلائل النبوة، 678/2، رقم الحدیث 4241، دار الکتب العلمیة بیروت، الطبعة الأولی، 1411–1990.

المعجم الکبیر للطبرانی، باب الحاء، الحکم بن أبي العاص بن أمیة بن عبد شمس بن عبد مناف، 214/3، رقم الحدیث 3167، مکتبة ابن تیمیة القاهرة، الطبعة الثانیة.

[18] الخصائص الکبری، ذکر معجزاته صلی اللہ علیه وسلم في أنواع الجمادات، باب الآیة في الحکم ابن أبي العاص أبي مروان، 132/2، دار الکتب العلمیة بیروت.

[19] المغني عن حمل الأسفار في الأسفار، کتاب آداب المعیشة وأخلاق النبوة، بیان معجزاته وآیاته الدالة علی صدقه، 875/1، دار ابن حزم بیروت لبنان، الطبعة الأولی، 1426ھ 2005م.

[20] کپکپاہٹ، ایک اعصابی بیماری جس سے ہاتھ پاؤں خود بخود کانپنے لگتے ہیں۔

باز آمد کا ے محمد عفو کن	اے ترا الطاف علمِ منْ لَّدُنْ
من ترا افسوس میکردم زجہل	من بدم افسوس را منسوب و اہل
مرحمت فرمود سیّد عفو کرد	چوں زجرأت توبہ کرد آں روئے زرد

★وہ جو حضور ﷺ کے اسمِ گرامی کو تمسخر کے طور پر ٹیڑھا کرلیتا تھا اس کا منہ ٹیڑے کا ٹیڑھا رہے گا۔

★توبہ کر کے عرض کی اے محمد ﷺ مجھے معاف کیجئے آپ کو علم لدن سے بے شمار الطاف عطا ہوئے ہیں۔

★میں نے جہالت کی وجہ سے آپ ﷺ کے ساتھ تمسخر کیا ہے حق یہ ہے کہ اس کا میں حقدار تھا۔

★حضورِ اکرم ﷺ نے اس پر رحم فرما کر اسے معافی دے دی۔

فائدہ: شارح مثنوی لکھتے ہیں کہ یہ شخص ابوجہل تھا اس تقریر پر یہ سابق قصوں کے علاوہ ہے اور واقعی ابوجہل کی عادت کے مطابق ہے کہ وہ غلطی کر کے کبھی کبھی معافی مانگ لیتا تھا لیکن اپنی عادت بدلنے سے باز بھی نہیں آتا تھا۔

ازالۂ وھم: منکرین کمالاتِ مصطفی ﷺ مثنوی شریف اور اس کی مروی روایات کو نہیں مانتے تو یہ ان کی بدقسمتی ہے ورنہ اُصولِ حدیث کے مطابق ان کی مرویہ روایات قابلِ قبول ہیں۔ مزید تفصیل کے لئے فقیر کی شرح مثنوی صدائے نوی پڑھئے۔

امام عبدالکریم الجیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضورِ اکرم ﷺ کا اسمائے الٰہیہ میں سے ہر ایک اسم کے ساتھ متصف ہونا ثابت کیا ہے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں: واما المصور فان کان ﷺ متصفا بذلک والدلیل علی ذلک قولہ الا عرابی کن زیدا۔[21] (جواہر البحار جلد۱ صفحہ ۲۶۰)

بہر حال مصور نام سے بھی سرورِ عالم ﷺ موصوف تھے اس پر دلیل آپ کا اعرابی کو یہ قول کہ زید ہو جا چنانچہ وہ اسی وقت زید ہو گیا حالانکہ وہ زید نہ تھا۔

حضور ﷺ نے غزوۂ تبوک میں دور سے ایک شخص کو سوار دیکھ کر فرمایا:

کن اباذر فکانہ[22] یعنی ابوذر ہو جا تو وہ ابوذر ہو گیا۔ (جواہر البحار جلد۱ صفحہ ۲۶۰)

فائدہ: غزوۂ تبوک کے موقع پر سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکر کی روانگی کے کافی دن بعد مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے راستہ میں سواری ہلاک ہو گئی سارا ساز و سامان سر پر اُٹھا کر غزوۂ تبوک پہنچے نبی پاک ﷺ نے انہیں نہ صرف کُن سے نوازا بلکہ اور بھی متعدد نوازشات سے نوازا۔ اس کی تفصیل ان کے حالات میں پڑھئے اس باب میں صرف یہ بیان کرنا ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے جہاں بھی لفظ کُن فرمایا تو پھر جیسے فرمایا ویسے ہی ہوا۔

---

[21] الحقیقة المحمدیة عند أقطاب السادة الصوفیة, رقم الصفحة 175, کتاب ناشرون (Book publishers) بیروت لبنان, الطبعة الأولی, 1433ھ 2012م.

[22] الحقیقة المحمدیة عند أقطاب السادة الصوفیة, رقم الصفحة 175, کتاب ناشرون (Book publishers) بیروت لبنان, الطبعة الأولی, 1433ھ 2012م.

حضور اکرم ﷺ نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام بھیجا اس کے والد نے عرض کی کہ اسے بَرَص(کوڑھ) کا مرض ہے حالانکہ اسے برص نہیں تھا آپ ﷺ نے فرمایا: **فلتکن کذلک فبرصت۔**[23] (جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۱۱)

وہ برص والی ہو جائے تو اس کے بعد وہ برص میں مبتلا ہو گئی۔

فائدہ: حضور ﷺ نائب خدا اور خلیفہ اعظم ﷺ ہیں اہل دنیا میں جس نے اپنے جیسا سمجھ کر آپ ﷺ سے عام بشروں جیسا برتاؤ کیا تو اسے دنیا میں سزا ملی اور آخرت کا عذاب اس سے بڑھ کر ہے۔ شخص مذکور اپنی لڑکی حضور ﷺ سے بیاہنا نہیں چاہتا تھا اس لئے جھوٹا عذر کیا لیکن اسے کیا خبر تھی کہ عذر ایک حقیقت بن کر سامنے آجائے گا چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ اس عورت کو برص کی بیماری کا نام ونشان تک نہ تھا لیکن جب کُن والے محبوبِ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلا کہ ایسے ہی ہو گا پھر اسی طرح ہوا کہ وہ عورت فوراً برص میں مبتلا ہو گئی۔

ایک دفعہ حضور ﷺ نے کسی کو دیکھ کر فرمایا: **کن ابا خثیمته فاذا هو ابو خثیمه۔**[24] (رواہ مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۶۱)

ابو خثیمہ ہو جا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں جب ہم نے دیکھا تو واقعی وہ ابو خثیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ چنانچہ امام بیہقی کی روایت میں ہے۔

حضرت عبداللہ بن بکر بن خرم فرماتے ہیں: **ان ابا خثیمة لحق النبی فادرکه تبوک حین نزلها فقال الناس راکب علی الطریق فقال رسول اللهﷺ کن ابا خثیمة فقالوا هو والله ابو خثیمة۔**[25] (حجۃ اللہ علی العالمین)

ابو خثیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ سے رہ گئے گھر سے روانہ ہو کر حضور ﷺ کو تبوک میں آکر ملے تو لوگوں نے عرض کی کہ یہ کوئی سوار آرہا ہے۔ اے آنے والے ابو خثیمہ ہو جا۔ صحابہ کہتے ہیں بخدا وہ جو بھی تھا لیکن اب وہ ابو خثیمہ تھا۔

فائدہ: امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شارحین کے حوالے سے اس کا ترجمہ یوں فرمایا: **اللهم اجعله ابا خثیمه**[26] اے اللہ اسے ابو خثیمہ بنادے۔

امام بیہقی عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے عبداللہ کے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا:

یعیش هذا الغلام قرناً وکان فی وجهه ثولول قال لا یموت هذا حتی یذهب اللّٰہ ثولول فی وجهه۔[27]

(حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۵۰۱)

---

[23] إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون، باب ذكر نبذ من معجزاته صلى الله عليه وسلم، 408/3، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الثانية، 1427هـ.
[24] صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب حديث توبة كعب بن مالك وصاحبيه، 2120/4، رقم الحديث 2769، دار إحياء التراث العربي بيروت.
[25] حجة الله على العالمين في معجزات سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم، رقم الصفحة 353، دار الكتب العلمية بيروت لبنان.
[26] المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، كتاب التوبة، باب حديث توبة كعب بن مالك وصاحبيه، 90/17، دار إحياء التراث العربي بيروت، الطبعة الثانية، 1392.
[27] كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، تابع كتاب الفضائل من قسم الأفعال، باب فضائل الصحابة مفصلا مرتبا على ترتيب حروف المعجم، عبد الله بن بسر رضي الله عنه، 489/13، رقم الحديث 37279، مؤسسة الرسالة، الطبعة الخامسة، 1401هـ/1981م.

یہ لڑکا ایک قرن زندگی پائے گا ان کے چہرے پر ثُوُلول(مسے) تھے۔ آپ نے فرمایا مرنے سے پہلے دور ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

فائدہ: ثولول ہر دونوں واو معروف ہیں پہلی واؤ ہمزہ سے تبدیل شدہ ہے پارہ گوشت جو اعضاء پر ظاہر ہوتا ہے اور اسے ہندی میں مسا کہتے ہیں۔[28] (غیاث)

ایک روایت میں عش قرناً ہے۔ چنانچہ تفسیر روح البیان میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک بچے کو دعا دیتے ہوئے فرمایا "عش قرناً" ایک قرن تک جیتے رہو۔ چنانچہ وہ ایک صدی(۱۰۰ سال) تک زندہ رہا۔[29]

انتباہ: اگر دونوں علیحدہ علیحدہ واقعے ہوں اور تقاضا بھی یہی ہے کیونکہ آپ نے ایک کے لئے بیماری کی بھی ساتھ خبر دی تو اختیار کے ثبوت کے ساتھ علم غیب کا اثبات بھی ہے۔

فائدہ: ہر قرن ہر اس دور کو کہا جاتا ہے جس دور کا کوئی فرد بھی باقی نہ رہے۔ ویسے ہر آنے والے کے لئے پہلا دور قرن ہے کیونکہ اس دور کے لوگ اس سے پہلے گذر چکے ہیں بہر حال حضور اکرم ﷺ نے اس بچے کو عش(صیغہ امر) سے مخاطب ہو کر سو سال کی زندگی عطا فرمادی۔

حضرت ابو الیسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قسم بخدا ہم شام کے وقت خیبر کے موقع پر حضور اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے اور ہم نے یہود کے قلعے کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ اچانک ایک یہودی کی بکریاں آئیں اور قلعہ کی طرف جانے لگیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کون سا ایسا شخص ہے جو ہمیں ان بکریوں کا گوشت کھلائے۔ حضرت ابو الیسر بولے میں یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے فرمایا یہ کام کرو چنانچہ میں اس خوشی میں کہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت کا موقع مل رہا ہے کودتا ہوا گیا۔ جب آپ نے میرے جذبۂ خدمت کو دیکھا تو دعا فرمائی: اللھم امتعنا بہ یا اللّٰہ اے اللہ اس سے ہمیں نفع پہنچا۔

کہتے ہیں کہ میں بکریوں کے پاس پہنچ گیا ان میں سے پہلی بکری قلعہ میں داخل ہو چکی تھی تو میں نے پچھلی بکریوں میں سے دو بکریاں پکڑ لیں اور دونوں کو اپنی بغلوں میں اُٹھا لایا اور حضور کی طرف دوڑتا ہوا آیا اور ایسے معلوم ہوتا تھا کہ میں نے کچھ نہیں اُٹھایا ہوا حتیٰ کہ دونوں بکریوں کو حضور کے آگے لا کر ڈال دیا۔ مسلمانوں نے انہیں ذبح کیا اور ان کا گوشت کھایا۔ حضور اکرم ﷺ کی دعا کا نتیجہ یہ نکلا۔

فکان ابو الیسر من اخر اصحاب رسول اللّٰہ ﷺ موتا

کہ سارے صحابہ کے آخر میں ابو الیسر کی وفات ہوئی۔

حضرت ابو الیسر جب یہ واقعہ بیان کرتے تو رو پڑتے اور فرماتے: امتعوا بی لعمری کنت من آخر ھم موتا۔[30] (البدایہ والنہایہ جلد ۴)

---

[28] نصیر اللغات ترجمہ اردو غیاث اللغات. فصل ثا سے مثلثہ مع واو، ص116، در مطبع منشی نول کشور

[29] روح البیان، سورة هود، تحت الآية 116، 200/4، دار الفكر بيروت.

[30] البداية والنهاية، سنة سبع من الهجرة، غزوة خيبر، فصل، 221/4، دار إحياء التراث العربي، الطبعة الأولى 1408 هـ 1988 م.
السيرة النبوية لابن هشام، ذكر المسير إلى خيبر في المحرم سنة سبع، أمر أبي اليسر كعب بن عمرو، 335/2، 336، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر، الطبعة الثانية، 1375هـ 1955 م.

مجھ سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھالو میں سب سے آخر میں مروں گا۔

فائدہ: کُن کی زبان نے ایک طرف تو ابوالیسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر بڑھادی اور ساتھ غیبی خبر سے بھی نوازا۔ اس سے عقیدۂ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی معلوم ہوا کہ انہیں فرمانِ مصطفی ﷺ پر اتنا پختہ یقین تھا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا کرتے کہ یارو مجھ سے نفع لینا ہے تو نفع لے لو میری موت تم سب کے بعد واقع ہوگی۔

ابوجھل کا مور: امام سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک دن ابوجہل نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ اگر آپ اس پتھر سے جو میرے گھر میں لگا ہوا ہے ایک خوبصورت مور نکال دیں تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا۔ حضور ﷺ نے خدا سے دعا مانگی ابھی آپ نے ہاتھ اُٹھائے ہی تھے کہ اس پتھر سے کراہنے کی آواز آئی جیسے عورت بچہ جننے کے وقت آواز نکالتی ہے۔ پھر اس پتھر سے ایک مور نکلا جس کا سینہ سونے اور اس کا سر زُمُرُّد[31] کا تھا۔ اس کے دونوں بازو یاقوت اور پاؤں جواہر کے تھے جب ابوجہل نے آپ کا یہ معجزہ دیکھا تو فوراً اپنی کہی ہوئی بات سے منکر ہو گیا۔[32]

(الحاوی للفتاوٰی مطبوعہ مصر)

فائدہ: یہ اسی کُن کے لوازمات سے ہے کہ جیسے آپ کا ارادہ ہوا اللہ تعالیٰ نے ویسے ہی کر دیا۔

پتھر سے پرندہ: ایک دن ابوجہل لعین حضور اکرم ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر کہنے لگا کہ اے محمد (ﷺ) آسمان زیادہ قوی ہے یا زمین۔ آپ نے جواباً فرمایا آسمان۔ پھر لعین بولا کہ آپ کا رب زیادہ قوت رکھتا ہے یا پتھر آپ نے فرمایا میرا رب جس کی شان یہ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝

ابوجہل کہنے لگا کہ اپنے رب سے کہئے کہ اس پتھر سے ایک ایسا پرندہ نکالے جس کے منہ میں کاغذ ہو اور کاغذ پر آپ کی نبوت کی گواہی ہو اگر ایسا ہوا تو میں اسلام قبول کر لوں گا۔ اتنے میں جبرئیل علیہ السلام نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس پتھر کی طرف انگشت رحمت فرمایئے۔ آپ نے پتھر کی طرف انگلی سے اشارہ فرمایا فوراً پتھر پھٹا اور اس سے ایک خوبصورت پرندہ نکلا جس کے منہ میں ایک کاغذ کا ٹکڑا تھا جس پر لکھا ہوا تھا ''لاالٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ امۃ مذنبۃ ورب غفور''

یعنی اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں امت گنہگار اور پروردگار بخشنے والا ہے۔

اس پر بھی ابوجہل ایمان نہ لا سکا اور کہنے لگا اے محمد (ﷺ)! تو تو فرعون کے جادوگروں سے بھی بڑھ کر ہے (معاذ اللہ) اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابوجہل فرعون سے بھی بدتر حالت میں مرے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔[33]

---

[31] جواہرات میں سے ایک سبز رنگ کا پتھر جو زیورات میں استعمال ہوتا ہے۔

[32] الحاوي للفتاوى للسيوطي، كتاب الأدب والرقائق، آخر العجاجة الزرنبية في السلالة الزينبية، 47/2، دار الفكر للطباعة والنشر بيروت لبنان، 1424ھ 2004م.

[33] نزهة المجالس ومنتخب النفائس، 69/2، المطبعة الكاستلية مصر، 1238ھ.

فائدہ: غزوۂ بدر کے واقعات شاہد ہیں کہ ابو جہل کس طرح بُری موت مرا۔

احیاءِ الموتی: مردے زندہ کرنا بھی کُن کے متعلقات میں سے ہے جیسا کہ دوسرے اُمورِ تکوینیہ بھی کُن سے متعلق ہیں۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ احیائے موتیٰ تو منکرین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ بھی مانتے ہیں انہیں تو صرف اپنے نبی کریم اور آپ کی امت کے اولیاء کرام کے کمالات کا انکار ہے حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزہ میں بھی یہی عقیدہ ہوتا ہے کہ مُردوں میں روح لوٹانا یا جن میں روح نہیں ان میں روح پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے کیونکہ خالق حقیقی تو صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کام تو صرف "قم باذن اللّٰہ" فرمانا ہے ایسے ہی حضور ﷺ اور آپ کی امت کے اولیاء کرام کے بارے میں ہمارا یہی عقیدہ ہے کہ تخلیق تو اللہ تعالیٰ کی ہے ان کا کام کُن یا قم فرمایا یا دعا فرمانا ہے۔

معجزات وکرامات سے متعلق چند نمونے ملاحظہ ہوں: حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری لڑکی فلاں جنگل میں مر گئی ہے حضور اکرم ﷺ اس کے ہمراہ جنگل میں تشریف لے گئے

وناداھا باسمھا یا فلانۃ اجیبی باذن اللّٰہ فخرجت وھی تقول لبیک وسعدیک۔[34] (شفاء ملا علی قاری جلد ۱ صفحہ ۶۴۸)

اور آپ نے اس کا نام لے کر اسے پکارا کہ اے فلاں اللہ کے اذن سے مجھے جواب دے وہ لڑکی "لبیک وسعدیک" کہتی ہوئی قبر سے باہر آگئی۔

امام بیہقی سے روایت ہے کہ ایک شخص کو حضور اکرم ﷺ نے دعوتِ اسلام دی تو اس نے کہا کہ اگر آپ میری لڑکی کو زندہ فرمادیں تو میں ایمان لے آؤں گا۔ چنانچہ حضور ﷺ اس کے ہمراہ لڑکی کی قبر پر تشریف لے گئے۔

فقال یا فلانۃ قالت لبیک وسعدیک فقال ﷺ اتحبین ان ترجعی الی الدنیا فقالت لا واللّٰہ یارسول اللّٰہ انی وجدت اللّٰہ خیرا لی من الوالدین۔[35] (شفاء ملا علی قاری جلد ۱ صفحہ ۶۴۸)

آپ نے آواز دی اے فلاں! لڑکی نے عرض کی "لبیک وسعدیک" حضور ﷺ نے فرمایا کیا تو دنیا میں واپس آنا چاہتی ہے عرض کی یارسول اللہ نہیں کیونکہ میں نے اللہ عزوجل کو اپنے والدین سے زیادہ مہربان پایا ہے۔

فائدہ: ایمان کی نگاہ سے دیکھا جائے تو حضور اکرم ﷺ کے لئے یہ ادنیٰ سی بات ہے اس لئے کہ یہ کمال حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام کے لئے منکرین بھی تسلیم کرتے ہیں اور کمالاتِ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تو کمالِ مصطفیٰ ﷺ کا ایک معمولی پَرتو ہیں لیکن جس کی قسمت کا ستارہ ڈوب جائے وہ انکار پر مجبور ہے۔

---

[34] شرح الشفاء للملا علي القاري, القسم الأول في تعظيم العلي الأعلى جل وعلا, الباب الرابع فيما أظهره الله تعالى على يديه من المعجزات وشرفه به من الخصائص والكرامات, فصل في إحياء الموتى وكلامهم, 650/1, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الأولى, 1421 هـ.

[35] شرح الشفاء للملا علي القاري, القسم الأول في تعظيم العلي الأعلى جل وعلا, الباب الرابع فيما أظهره الله تعالى على يديه من المعجزات وشرفه به من الخصائص والكرامات, فصل في إحياء الموتى وكلامهم, 651/1, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الأولى, 1421 هـ.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ کا چہرہ مبارک مُتغیّر (پریشان، بدلا ہوا) پایا یہ دیکھ کر اسی وقت وہ اپنے گھر گئے اور اپنی بیوی سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ متغیر دیکھا ہے اور میرا گمان ہے کہ بھوک کے سبب ایسا ہے کیا تیرے پاس کچھ موجود ہے؟ بیوی نے کہا واللہ اس بکری اور کچھ بچے ہوئے آٹے کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اُسی وقت بکری کو ذبح کر دیا اور فرمایا کہ جلدی جلدی گوشت اور روٹیاں تیار کر دو جب کھانا تیار ہو گیا تو ایک بڑے پیالے میں رکھ کر حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے اور وہ کھانا حاضر کر دیا۔

فقال رسول اللّٰہ ﷺ یا جابر اجمع لی قومک فاتیت بھم فقال ادخلھم علی ارسالا فکانوا یاکلون فاذا شبع قوم خرجوا ودخل اخرون حتی اکلوا جمیعا وفضل فی الجفنۃ شبہ ما کان فیھا وکان رسول اللّٰہ ﷺ یقول لھم کلوا ولا تکسروا عظما ثم انہ جمع العظام فی وسط الجفنۃ فوضع یدہ علیھا ثم تکلم بکلام لم اسمعہ فاذا الشاۃ قد قامت تنفض اذینھا

فقال لی خذ شاتک فاتیت امراتی فقالت ما ھذہ قلت ھذہ واللّٰہ شاتنا التی ذبحناھا دعا اللّٰہ فاحیاھا لنا قالت اشھد انہ رسول اللّٰہ۔[36] (بیہقی، دلائل النبوت صفحہ ۵۴۳، ابو نعیم، خصائص، زرقانی صفحہ ۵/۱۸۴)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے جابر اپنی قوم کو جمع کر پس میں ان کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا ان کو جدا جدا ٹولیاں بنا کر میرے پاس بھیجتے رہو۔ اس طرح وہ کھانے لگے جب ایک ٹولی آجاتی ۔ یہاں تک کہ سب کھا چکے اور برتن میں جتنا پہلے تھا اتنا ہی سب کے کھانے کے بعد تھا۔ حضور فرماتے تھے کھاؤ اور ہڈی نہ توڑو پھر آپ نے برتن کے بیچ میں ہڈیوں کو جمع کیا اور ان پر اپنا مبارک ہاتھ رکھا اور کچھ کلام پڑھا ناگاہ وہ بکری کان جھاڑتے ہوئے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اپنی بکری لے جا۔ میں بکری اپنی بیوی کے پاس لے آیا وہ بولی یہ کیا؟ میں نے کہا واللہ یہ ہماری وہی بکری ہے جس کو ہم نے ذبح کیا تھا رسول اللہ ﷺ کی دعا سے اللہ نے اسے زندہ کر دیا ہے یہ سن کر ان کی بیوی نے کہا کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ بے شک وہ اللہ کے رسول ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے زندہ ہوگئے: تاریخ الخمیس حضرت جامی قدس سرہ العزیز کے حوالے سے ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب بکری کو ذبح کیا تو اس وقت آپ کے دو چھوٹے چھوٹے فرزند بھی وہیں موجود تھے جنھوں نے اپنی آنکھوں سے بکری ذبح ہوتے دیکھی تھی۔ جب حضرت جابر تشریف لے گئے تو وہ دونوں چھری لے کر چھت پر چلے گئے

پسر بزرگ مرخود را گفت بیاتا بتو نمایم کہ این پدرما این برہ را چگو نہ بسمل کرد بچہ خرد را بہ بست وکارد بر حلق او بر اند و بنا دانی ویرا بسمل کرد و سر برادر را برادر برداشت عیال جابر آنرا دید وبدوید بچہ بر سید وبربام گریخت مادر

[36] دلائل النبوة لأبي نعيم الأصبهاني, الفصل الثلاثون في ذكر موازاة الأنبياء في فضائلهم إلخ, القول فيما أوتي عيسى عليه السلام كل فضيلة أوتي عيسى عليه السلام فقد أوتيها نبينا صلى الله عليه وسلم إلخ, رقم الصفحة 616, رقم الحديث 560, دار النفائس بيروت, الطبعة الثانية, 1406 هـ 1986 م.
الخصائص الكبرى للسيوطي, باب آياته صلى الله عليه وسلم في إحياء الموتى وكلامهم, 112/2, دار الكتب العلمية بيروت.

بر اثروے می آمد از بیم مادر آں دیگر پسر از بام بیفتاد و هلاک شد آں زن فزع نکرد و گفت اگر بیایم و فریاد کنم خاطر پیغمبر صلی الله علیه وآله وسلم ملول شود صبر د کرد و جزع نه کرد و هرد و فرزند را بخانه برد و کلیم بر هرد و پوشید وکسی را از ان حال خبردار نکرد وروئے تازه داشت ولیکن بدل خون آلودمی نالید تا بره را بریاں کرد و جابر را از ان حال فرزنداں خبرے نے چوں چوں بره را بیا ورد و در پیش رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم نهاد جبریل امین آمد و گفت یا محمد صلی الله علیه وآله وسلم خدائے تعالیٰ می فرماید که جابر را بگوئی تا فرزنداں خود را بیارد تا باتو طعام خورند رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم جابر را گفت فرزنداں را بیار جابر بروں آمد و عیال را پرسید که فرزنداں کجا اند عیال او گفت مهتر را صلی الله علیه وآله وسلم بگوئی که غائب اند رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم گفت فرمان خدائے تعالیٰ است تا ایشاں را حاضر کنی جابر بروں روان آمد و عیال خود را گفت که از خدائے تعالیٰ فرمان آمد که زود ایشاں را بخواں آں ضعیفه گریاں شد و گفت اے جابر نمی یارم! گفت که چه افتاده است هر دو پسر را بجا بر نمود وگلیم از ایشاں برداشت۔ جابر هر دو پسر را دید مرده گریاں شد که از حال ایشاں بے خبر بود پس هر دو بیامدند و در پائے رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم افتادند خروش از خانه بر آمد خدائے تعالیٰ جبریل علیه السلام را بفرستاد که خدائے رب العزت می فرماید که توکه محمدی بر سر ایشاں رو داز تو دعا کردن واز ما زنده گردایدن رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم برخاست و بر سر ایشاں آمد و دعا کرد هر دو فرزنداں جابر رضی الله تعالیٰ عنه فی الحال زنده شدند بفرمان خدائے تعالیٰ۔ [37] (تاریخ الخمیس، شواہد النبوت للجامی صفحہ ۸۴)

بڑے لڑکے نے چھوٹے بھائی سے کہا کہ آؤ میں بھی تمہارے ساتھ ایسا ہی کروں جیسا کہ ہمارے والد نے اس بکری کے ساتھ کیا ہے بڑے نے چھوٹے کو باندھا اور حلق پر چھری چلا دی اور نادانی سے اس کو ذبح کر دیا اور اس کا سر جدا کر کے اس کو اُٹھایا جونہی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی نے اس کو دیکھا تو وہ اس کے پیچھے دوڑی وہ ماں کے خوف سے چھت سے گرا اور مر گیا۔ حضرت جابر کی بیوی نے اس وجہ سے چیخ وپکار اور واویلا نہ کیا تاکہ حضور ﷺ پریشان اور ملول نہ ہوں۔(اور دعوت بے لطف نہ ہو جائے) نہایت صبر واستقلال سے دونوں فرزندوں کو اندر لا کر ان پر کپڑا ڈال دیا اور کسی کو ان کے حال کی خبر نہ کی اور اپنا چہرہ ترو تازہ رکھا لیکن دل خون کے آنسو روتا تھا حتیٰ کہ کھانا وغیرہ پکایا اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرزندوں کے حال کی کوئی خبر نہ دی۔ جب کھانا لایا گیا اور نبی کریم ﷺ کے سامنے رکھا تو حضرت جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام آ گئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جابر سے کہو کہ اپنے فرزندوں کو لائے تاکہ وہ آپ ﷺ کے ساتھ کھانا کھانے کا شرف حاصل کر لیں آپ ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اپنے فرزندوں کو لاؤ وہ فوراً باہر آئے اور بیوی سے پوچھا فرزند کہاں ہیں۔ اس نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کرو کہ وہ موجود نہیں ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا فرمان آیا ہے کہ ان کو جلدی بلاؤ غم کی ماری بیوی رو پڑی اور کہا اے جابر اب میں ان کو نہیں لا سکتی۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بات کیا ہے روتی کیوں ہو؟ بیوی نے اندر لے جا کر سارا ماجرا سنایا اور کپڑا اُٹھا کر بچوں کو دکھایا تو وہ بھی رونے لگے کیونکہ وہ ان کے حال سے بے خبر تھے۔ حضرت جابر نے دونوں فرزندوں کو لا کر حضور ﷺ کے قدموں میں رکھ دیا اس وقت گھر سے چیخ وپکار کی آوازیں آنے لگیں۔ اللہ تعالیٰ نے

---

[37] شواهد النبوة لتقویة یقین اهل الفتوة للجامی، رکن رابع در بیان آنچه از ہجرت تا وفات ظاہر شده، ص76، در مطبع منشی نول کشور

جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا اور فرمایا اے جبریل میرے محبوب ﷺ سے کہو کہ اللہ رب العزت فرما رہا ہے آپ دعا فرمائیں ہم ان کو زندہ کر دیں گے۔ حضور اکرم ﷺ نے دعا فرمائی وہ اللہ کے حکم سے اُسی وقت زندہ ہو گئے۔

فائدہ: بعض لوگ سیدنا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹوں کو زندہ فرمانے والے معجزہ کا انکار کرتے ہیں اور وہ اپنے آپ کو اہل علم سمجھتے ہیں حالانکہ در حقیقت ان کا قدرتِ خداوندی پر ایمان نہیں ہوتا اگر وہ مان لیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے تو انہیں مُردوں کا زندہ ہونا خلافِ عقل نظر نہ آئے جو لوگ قدرتِ خداوندی اور نبی کریم ﷺ کی رسالت پر پورا پورا ایمان رکھتے ہیں انہیں خداوند قدوس کے مُردے زندہ فرمانے پر ایمان لانے میں کوئی تَرَدُّد (شک وشبہ) نہیں اور انہیں قیامت کے قائم ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ اور قیامت کے منکرین سے ہمیں کوئی سروکار نہیں اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ پر یقین رکھتے ہیں اور ان کا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد سب کو زندہ فرمائیگا ان کا یہ بھی ایمان ہے کہ یہ قدرت اس کو ہر وقت اور ہر آن حاصل ہے اور حضور ﷺ کا مردے زندہ فرمانا یہ بھی قدرتِ خداوندی کا ظہور ہے کیونکہ آپ ﷺ حبیب خدا ہیں اور اس کی قدرتوں کے مظہر اتم ہیں۔ آپ ﷺ کی شان تو بلند وبالا ہے آپ ﷺ کے تو غلاموں نے بھی مُردوں کو زندہ کیا ہے۔ منکرین کی یہ حجت پیش کرنا بھی غلط ہے کہ مذکورہ واقعہ احادیث کے مجموعہ میں نہیں کیونکہ تمام معجزات کا بیان کتب احادیث میں ہونا ضروری نہیں مستند کتب کا حوالہ پیش کرنا ہمارے ذمہ تھا وہ عرض کر دیا کوئی نہ مانے تو یہ اس کی شومئ قسمت۔

بڑھیا کا بیٹا زندہ ہوگیا: سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم صفہ میں حضور اکرم ﷺ کے پاس تھے ایک عورت ہجرت کر کے حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اس کے ساتھ اس کا جوان بیٹا بھی تھا۔ چند دنوں کے بعد وہ ایک وبائی بیماری میں مبتلا ہو کر مر گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کی آنکھیں بند کیں اور تجہیز وتکفین کے لئے فرمایا حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم نے اس کی تجہیز وتکفین کا انتظام کر کے غسل دینا چاہا تو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کی ماں کو بھی خبر کر دو ہم نے خبر کر دی۔ وہ آکر لڑکے کے قدموں کے پاس بیٹھ گئی اور کہا

اللھم انی اسلمت لک طوعاً وخلعت الاوثان زھدا وھاجرت الیک رغبة اللھم لا تشمت بی عبدۃ الاوثان ولا تحملنی من ھذہ المصیبة ما لا طاقة لی بحملھا قال فواللّٰہ ما تقضی کلامھا حتی حرک قدمیہ والقی الثوب عن وجھہ وعاش حتی قبض اللّٰہ رسولہ وحتی ھلکت امہ۔[38] (خصائص کبریٰ جلد۲ صفحہ ٦٧، بیہقی دلائل النبوۃ ابونعیم صفحہ ۵۴۴)

اے اللہ میں خاص تیرے لئے خوشی سے اسلام لائی اور بت پرستی کو چھوڑا اور بَرَضا ورَغبت (اپنی خوشی سے) تیری طرف ہجرت کی اے اللہ بت پرستوں کو خوش ہو کر میری ہنسی اُڑانے کا موقع نہ دے اور مجھ پر ایسی مصیبت نہ ڈال جس کو میں برداشت نہ کر سکوں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں خدا کی قسم ابھی اس کا کلام ختم نہیں ہوا تھا کہ لڑکے نے اپنے پاؤں ہلائے اور منہ سے کپڑا ہٹا دیا وہ زندہ رہا یہاں تک کہ حضور اکرم ﷺ کا وصال مبارک ہو گیا اور اس کی ماں بھی فوت ہو گئی۔

---

[38] الخصائص الکبری للسیوطي، باب آیاته صلی الله علیه وسلم في إحیاء الموتی وکلامهم، 111/2، دار الکتب العلمیة بیروت.

امام بیہقی کی دوسری روایت میں ہے کہ ہم ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کو گئے ابھی ہم ان کے پاس بیٹھے ہی تھے کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ اس صحابی کی والدہ بہت بوڑھی تھیں جب انہیں معلوم ہوا کہ میرا لڑکا انتقال کر گیا ہے تو انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا کر دربارِ ایزدی میں یوں عرض کی اللھم انک تعلم انی اسلمت لک و ھاجرت الی رسولک رجاء ان تغیثنی عند کل شدۃ ورخاء فلا تحمل علی ھذہ المصیبۃ الیوم فکشف عن وجھہ حتی اکلنا معہ۔ [39] (دلائل النبوت جلد ۳ صفحہ ۲۲۴)

اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں تیرے لئے اسلام لائی اور تیرے رسول کی طرف سے یہ امید کرتے ہوئے ہجرت کی کہ تو ہر شدت اور نرمی کے وقت مجھے اپنی رحمت میں رکھے گا تو میرے اوپر یہ مصیبت نہ ڈال تو جب اس لڑکے کے چہرہ سے کپڑا اُٹھایا تو وہ زندہ ہو گیا اور ہم نے اس کے ساتھ کھانا کھایا۔

فائدہ: بظاہر یہ صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کرامت ہے لیکن یہ بھی حضور اکرم ﷺ کا معجزہ ہے اس لئے کہ ہر ولی کی کرامت اس کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزہ میں داخل ہوتی ہے جس نبی کا وہ امتی ہو۔ بہر حال یہ واقعہ معجزہ ہو خواہ کرامت ہر طرح سے ہمارے مسلک کا موید (مددگار) ہے۔

اولیاء المصطفیٰ اور احیاء موتی: حضور اکرم ﷺ کی امت کے اولیاءِ کرام کی کرامات احیاءِ موتیٰ شمار سے باہر ہیں۔ چند نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت سیدنا سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مریدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیھا: عارف باللہ حضرت علامہ عبد الرحمن جامی قدس سرہ العزیز لکھتے ہیں کہ ایک خاتون سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مریدنی تھی۔ اس کا ایک لڑکا استاد کے پاس پڑھنے جاتا تھا استاد نے اسے پن چکی پر بھیجا وہاں وہ لڑکا پانی میں ڈوب گیا۔ استاد نے سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اطلاع کی۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی ماں کے پاس چل اسے صبر کی تلقین کریں۔ دونوں بی بی کے پاس چل کر صبر کی تلقین کرنے لگے۔ بی بی نے کہا صبر کا کیا مطلب؟ فرمایا تمہارا بیٹا ڈوب کر مر گیا ہے۔ بی بی نے کہا میرے خدا نے ایسا نہیں کیا ہو گا۔ چلیں مجھے بتائیں کہ وہ کہاں ڈوبا ہے لوگوں نے بتایا یہاں ڈوبا ہے۔ بی بی نے آواز دی اے میرے لخت جگر محمد (اس کا نام محمد تھا) پانی کے اندر سے جواب ملا ''لبیک امی'' جہاں سے آواز آئی تھی بی بی وہاں جا کر بیٹے کو پانی سے باہر نکال کر لے آئی۔ [40] (نفحات الانس صفحہ ۸۹۲)

سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انکشاف: حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مرید صادق حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمایا کہ یہ کیا راز ہے؟ شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی یہ ایک ایسی عورت ہے جو حق تعالیٰ کے واجبات

---

[39] دلائل النبوة للبيهقي , باب ما جاء في المهاجرة إلى النبي صلى الله عليه وسلم التي أحيا الله تعالى بدعائها ولدها بعد ما مات , 50/6 , دار الكتب العلمية , دار الريان للتراث , الطبعة الأولى , 1408 هـ 1988 م.

دلائل النبوة لأبي نعيم الأصبهاني , الفصل الثلاثون في ذكر موازاة الأنبياء في فضائلهم إلخ , القول فيما أوتي عيسى عليه السلام كل فضيلة أوتي عيسى عليه السلام فقد أوتيها نبينا صلى الله عليه وسلم إلخ , رقم الصفحة 617 , رقم الحديث 561 , دار النفائس بيروت , الطبعة الثانية ، 1406 هـ 1986 م.

[40] نفحات الأنس من حضرات القدس للجامي ، 604۔تلميذة سري السقطي، 826/2، دار الكتب العلمية، 2003م

پورے کرتی ہے اور جو ایسا ہوتا ہے اس کا یہی حال ہوتا ہے کہ اگر اس کی نسبت کوئی حادثہ ہو تو اسے پہلے سے اطلاع دی جاتی ہے چونکہ اسے بچے کے ڈوبنے کے حادثے سے آگاہ نہیں کیا گیا تو اس نے یقین کر لیا کہ یہ حادثہ ہوا ہی نہیں۔ (ایضاً)

فائدہ: اولیاء اللہ کی مختلف شاخیں ہوتی ہیں بعض وہ ہیں کہ ان کے معاملات بَراہِ راست اللہ تعالیٰ سے ہوتے ہیں کہ

کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

حضور غوثِ اعظم سیدنا محی الدین الشیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی احیاء موتی کی کرامات مشہور ہیں ان میں سے ملاحظہ فرمائیں۔

بڑھیا کا بیٹا: ایک بڑھیا کے بیٹے کو جنابِ غوث الثقلین سے بہت محبت تھی۔ اکثر آپ کی خدمت میں ہی حاضر رہتا دنیاوی کاروبار میں کم مشغول ہوتا۔ ایک دن اس بڑھیا نے آپ کے حضور عرض کیا کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو آپ کی نذر کیا اور اپنا حق اسے معاف کیا آپ اسے تعلیم باطن فرمایئے کیونکہ یہ میرے کام میں تو مشغول نہیں ہوتا ہر وقت آپ کی خدمت میں حاضر رہتا ہے۔ وہ اس لڑکے کو خانقاہ مبارک میں چھوڑ گئی آپ نے اسے مجاہدہ کروایا، بڑھیا اپنے بیٹے کو دیکھنے آتی۔ ایک دن آئی تو دیکھا کہ اس کا وہ بیٹا چنے چبا رہا ہے اور بہت حقیر و ناتواں ہو گیا ہے۔ پھر وہ سیدنا غوث الثقلین کے پاس گئی دیکھا کہ آپ مرغی کا گوشت تناول فرما رہے ہیں عرض کی کہ حضرت آپ تو مرغی کا گوشت تناول فرما رہے ہیں اور میرے بیٹے کو چنے کھلاتے ہیں۔ آپ نے مرغی کی ہڈیوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: قومی باذن اللّٰہ الذی یحی العظام وھی رمیم

اس خدا کے حکم سے اُٹھ کھڑی ہو جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ فرماتا ہے۔

مرغی فوراً زندہ ہو کر آواز لگانے لگی آپ نے بڑھیا سے فرمایا کہ جب تیرا بیٹا ایسا ہو جائے تو جو جی میں آئے کھائے۔[41]

(الکلام المبین از صاحب علم الصیفہ وفتاویٰ حدیثیہ وغیرہ)

فائدہ: سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک دو کرامت بطورِ نمونہ لکھی ہیں ورنہ آپ کی اس قسم کی سینکڑوں کرامات مشہور ہیں۔ فقیر نے چند نمونے "بڑھیا کا بیڑا" اور "غوثِ اعظم کی کرامت" میں لکھے ہیں۔ ایک کرامت اور ملاحظہ فرمائیں۔

عیسائی سے مناظرہ: حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک مسلمان اور ایک عیسائی کو مناظرہ کرتے ہوئے دیکھا مسلمان سرورِ کائنات ﷺ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل بتاتا تھا اور عیسائی سرورِ کائنات ﷺ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی افضیلت بتلاتا تھا کہ آپ نے مُردے زندہ فرمائے۔ اس دلیل کو سن کر جنابِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ کرامت وجہِ فضیلت نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ کرامت تو ہمارے نبی ﷺ کے امتی بھی دکھا سکتے ہیں۔ میں فخرِ دوعالم ﷺ کا امتی ہوں اگر تمہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ معجزہ سرورِ کائنات ﷺ کے امتی میں دیکھنا ہو تو کہو میں مُردہ زندہ کر دوں عیسائی نے عرض کیا ضرور کیجئے۔ عیسائی آپ کے ایک مغنی کی قبر پر لے گیا آپ وہاں کھڑے ہوئے تو آپ کو الہام سے معلوم ہو گیا کہ یہ مغنی کی قبر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو یہ مُردہ صرف زندہ ہی نہ ہو بلکہ گاتا ہوا قبر سے باہر نکلے۔

---

[41] بهجة الأسرار ومعدن الأنوار, ذكر فصول من كلامه مرصعا بشيء من عجائب إلخ, رقم الصفحة 128, دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

عیسائی نے کہا یہ تو آپ کی فضیلت کی اور بھی مضبوط دلیل ہوگی۔ آپ نے ارشاد فرمایا ''قم باذن اللّٰہ'' ابھی آواز پوری طرح ختم نہ ہونے پائی تھی کہ قبر پھٹ گئی اور مردہ مغنی گاتا ہوا قبر سے باہر نکلا آپ کی یہ کرامت دیکھ کر عیسائی نے فوراً آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور مسلمان ہو گیا۔[42] (تفریح الخاطر وغیرہ)

جنید بغدادی و شبلی رحمھم اللّٰہ تعالیٰ: حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک مرتبہ خلیفہ وقت نے کسی بات پر برہم ہو کر بلا بھیجا حضرت شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ساتھ تھے۔ جب روبرو ہوئے تو خلیفہ نے بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا حضرت شبلی چونکہ نوجوان تھے اور ان کے پیر کو بُرا بھلا کہا جا رہا تھا آپ کو جوش آیا تو قالین پر بنی ہوئی شیر کی تصویر پر نظر ڈالی تو وہ مجسم شیر ہو کر خلیفہ کی طرف دیکھنے لگا۔ خلیفہ وقت کی اس پر نگاہ پڑی تو مارے خوف کے تھر تھر اگیا اور اپنی جرأت کی معافی مانگی۔ حضرت جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیر کو فوراً مثل سابق کر دیا اور خلیفہ وقت سے فرمایا کہ آپ کچھ اندیشہ نہ کیجئے آپ کو کچھ گزند (تکلیف) نہیں پہنچ سکتا۔ آپ خلیفہ وقت ہیں آپ کی اطاعت اور ادب ہم پر واجب ہے یہ لڑکا ہے آدابِ شاہی سے واقف نہیں ہے آپ کا دل جو چاہے کہیے۔ (فضائل العلم ولخشیة، اشرف علی تھانوی صفحہ ۱۶/۲۵)

تبصرۂ اُویسی غفرلہ: حضرت جنید بغدادی اور ان کے مرید حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کیا تصرف و اختیار ہے کہ مرید نے تو شیر قالین یعنی قالین پر بنی ہوئی تصویر کو نگاہِ تصرف سے سچ مچ کا مجسم شیر بنا کر کھڑا کر دیا اور پیر صاحب نے نگاہ ڈالی تو اسے مثل سابق بے جان شیر کر دیا جس سے صاف ظاہر ہے کہ خواص محبوبانِ خدا اپنے خدا کی عطا سے اس کی صفت ''کُن فیکون'' (احیاء واماتت) کے مظہر ہوتے ہیں جنہیں زندہ و مردہ کرنے کی شان حاصل ہو ان کے دیگر تصرفات و اختیارات میں کیا شک ہو سکتا ہے۔

مولانا روم علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا

اولیاء را ہست قدرت از الہ — تیر جستہ باز آرندش راہ

گفتہء او گفتہء اللہ بود — گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

اللہ تعالیٰ کے اولیاء کو یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ کمان سے نکلے ہوئے تیر کو واپس لوٹائیں کیونکہ اولیاء کا گفتہ اللہ تعالیٰ کا ہی گفتہ ہے اگرچہ بظاہر بندے کے منہ سے ظاہر ہوا ہے۔

درسِ عبرت: جس آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے غلاموں کے تصرفات کی یہ شان ہے اس آقا کے مختارِ کُل ہونے میں کیا شک ہے۔

چاہیں تو اشارے سے اپنے کایا ہی پلٹ دیں دنیا کی — یہ حال ہے خدمت گاروں کا سردار کا عالم کیا ہو گا

فقیر کا ڈنڈا: مولوی اشرف علی تھانوی کراماتِ اولیاء کے ضمن میں ایک درویش کا قصہ لکھتا ہے کہ ان کی بود و باش جنگل میں تھی مہمانوں کی بہتات کی وجہ سے سودا وغیرہ بازار سے خریدنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو اپنے ڈنڈے کو فرمایا بندہ ہو جا وہ فوراً بندہ (انسان) کی صورت میں متمثل ہو کر سامنے آجاتا۔

---

[42] تفریح الخاطر في ترجمة الشیخ عبد القادر, ص19, 20.

اس واقعہ میں (قم باذن اللہ) کی جگہ (قم باذنی) کے الفاظ ملے ہیں۔

آپ اسے لنگر کے سامان (آٹا، گھی وغیرہ) کے لئے فرماتے وہ تعمیل فرمان کرکے بازار چلا جاتا۔ سامان لاکر درویش کی خدمت میں پیش کرتا درویش اسے فرماتے ڈنڈا ہو جاوہ فوراً ڈنڈا بن جاتا۔ (جمال الاولیاء)

تبصرۂ اُویسی غفرلہ: دوریش صاحب تمکین تھے اور فقیر اُویسی رسالہ ہذا کے مقدمہ میں لکھ آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض بندے صاحب تمکین ہوتے ہیں جب وہ اس مرتبہ تمکین پر پہنچتے ہیں تو وہ کُن کہہ کر یا کوئی بھی کلمہ کہہ کر منجانب اللہ اشیاء کی ایجاد کے ماذون ہوتے ہیں اگرچہ یہ حوالہ مخالفین کے معتمد علیہ تھانوی کا ہے لیکن پھر بھی ہم کہتے ہیں کہ اولیاء کی کرامات انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا عکس ہوتی ہے۔ یہ کرامت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ کا عکس ہے کہ وہ بھی ڈنڈے کو فرماتے اژدھا بن وہ اژدھا بن جاتا اس کے بعد فرماتے ڈنڈا ہو جاوہ فوراً اژدھا سے ڈنڈا بن جاتا۔

صرف نمونے کے طور پر چند دلائل پیش کئے ہیں ورنہ اس پر دفاتر بھی نا مُکتَفَی (کافی) ہیں۔

باب دوم

وہ روایات و مضامین بھی کُن کی کنجی میں شامل ہوسکتے ہیں جن میں نبی پاک ﷺ کے لعاب دہن اور ہاتھ مبارک کے معجزات کا بیان ہے اور آپ ﷺ کی دعاؤں سے لوگوں کی مشکلات کے حل کا بیان ہے اسی طرح وہ مضامین بھی شامل ہوسکتے ہیں جن میں مذکور ہے کہ جو کچھ فرمایا اسی طرح ہوا کہنے والے نبی کریم ﷺ ہوں یا آپ کی امت کا ولی کامل۔ ہم تو کہتے ہیں۔

تیرے منہ سے نکلی جو بات وہ ہو کے رہی

اس باب میں نمونہ کی چند روایات عرض کرتا ہوں کہ حضور اکرم ﷺ اور آپ کی امت کے اولیاء کرام کے منہ سے جو بات نکلی وہ فوراً ہو گئی یہی "کُن کی کنجی" ہے۔

احادیث مبارکہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص وحی لکھتا تھا تو وہ مرتد ہوکر مشرکوں سے مل گیا۔

فقال النبی (ﷺ) ان الارض لاتقبلہ۔ (رواہ البخاری و مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۵۳۵)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اسے زمین قبول نہیں کرے گی یعنی اپنے اندر نہیں رکھے گی۔

جب وہ مر گیا اور مشرکوں نے اسے دفن کیا تو زمین نے باہر پھینک دیا کئی دفعہ قبر کو گہرا کرکے اسے دفن کیا گیا مگر وہ جب بھی دفن کرکے لوٹتے قبر اسے باہر پھینک دیتی۔ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ شخص قبر کے باہر ہی پڑا رہا مگر قبر کی زمین نے اسے قبول نہ کیا۔[43]

فائدہ: جیسے نبی پاک ﷺ کی زبانِ مبارک سے نکلا اسی طرح ہوا اسے "کُن کی زباں" کہتے ہیں۔

---

[43] مشكاة المصابيح, كتاب الفضائل والشمائل, باب في المعجزات, الفصل الأول, 1655/3, رقم الحديث 5898, المكتب الإسلامي بيروت, الطبعة الثالثة. 1985.

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور اکرم ﷺ کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھاتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ سیدھے ہاتھ سے کھانا کھا۔ اس نے کہا میں سیدھے ہاتھ سے نہیں کھا سکتا حالانکہ اس کا ہاتھ صحیح تھا یہ بات اس نے غلط کہی تھی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تو سیدھے ہاتھ سے نہ کھا سکے گا اس کا حال ایسا ہی ہو گیا کہ سیدھے ہاتھ سے کام نہیں کر سکتا تھا اور اسے منہ تک نہیں پہنچا سکتا تھا۔[44] (مشکوٰۃ باب المعجزات)

حجۃ اللہ علی العالمین میں ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ نے مکہ معظمہ میں ہجرت فرمائی اور غارِ ثور میں قیام فرمایا تو سراقہ نے آپ ﷺ کا تعاقب کیا اور غار کے قریب پہنچ کر کہنے لگا اب آپ ﷺ کو کون بچائے گا؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جبار و قہار ہی میری حفاظت کرے گا۔ اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے عرض کی اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ ہم نے زمین کو آپ ﷺ کا مطیع کر دیا آپ ﷺ جو چاہیں زمین کو حکم فرمائیں۔

فقال یا ارض خذیه فاخذت ارجل جوادہ الی الرکب

اے زمین اسے پکڑ لے زمین نے سراقہ کے گھوڑے کے پاؤں پکڑ لئے اور گھٹنوں تک دھنس گیا۔ جب سراقہ زمین میں دھنس گیا تو سراقہ نے ایڑ لگائی مگر گھوڑے نے حرکت نہ کی آخر مجبور ہو کر عرض کرنے لگے حضور مجھے امان دیجئے اور اس مصیبت سے چھڑائیے میں واپس چلا جاؤں گا اور کسی کو آپ کے متعلق خبر نہ دوں گا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: **یا ارض اطلقیه فاطلقت جوادہ۔**[45] (حجۃ اللّٰہ صفحہ ۵۸۵)

اے زمین اسے چھوڑ دے۔ زمین نے سراقہ کے گھوڑے کے پاؤں چھوڑ دیئے۔

فائدہ: کیسا تصرف ہے کہ زمین کو فرمایا ''خذیه'' اسے پکڑ لے اس نے فوراً سراقہ کو گھوڑے سمیت پکڑ لیا پھر فرمایا ''اطلقیه'' اسے چھوڑ دے تو فوراً چھوڑ دیا۔

فائدہ: یہ اختیار و تصرف نہیں تو اور کیا ہے اور اسے لسانِ نبوت سے کُن کا ظہور نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے۔

امام بیہقی و دیگر محدثین سے مروی ہے کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور ﷺ کے ہمراہ حج کو جا رہے تھے۔ جب ہم بطن روحاء میں پہنچے تو حضور اکرم ﷺ نے ایک عورت کو دیکھا جو آپ ﷺ کی طرف آ رہی تھی آپ ﷺ نے اپنی سواری کو روک لیا۔ وہ حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرا یہ بچہ ہے جس روز سے پیدا ہوا ہے اس روز سے آج تک اسے ہوش نہیں آیا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس بچہ کو پکڑا اور اس کے منہ میں لعابِ دہن ڈالا۔

وقال اخرج یا عدو اللّٰہ فانی رسول اللّٰہ ثم ناولها ایاہ وقال خذیه فلا باس علیه قال اسامه فلما قضی رسول اللّٰہ ﷺ

---

[44] مشكاة المصابيح, كتاب الفضائل والشمائل, باب في المعجزات, الفصل الأول, 1657/3, رقم الحديث 5904, المكتب الإسلامي بيروت, الطبعة الثالثة, 1985.

[45] إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون, باب الهجرة إلى المدينة, 60/2, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الثانية, 1427 ه.

حجته انصرف حتی اذا نزل ببطن الروحاء اتۃ تلک المراۃ بشاۃ قد شوتھا ثم قال ناولینی ذراعا فناولته ثم قال ناولینی ذراعا فقلت یا رسول اللہ انما ھما ذراعان وقد ناولتک فقال والذی نفسی بیدہ لو سکت ما زلت تناولنی ذراعا ما قلت لک وناولنی ذراعا[46]

اور فرمایااو دشمنِ خدا! نکل جا بے شک میں اللہ کا رسول ہوں پھر اس لڑکے کو عورت کے حوالے کر کے فرمایا اب اس پر کوئی اثر نہیں ہے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضوراکرم ﷺ حج سے فارغ ہو کر اسی مقام پر واپس پہنچے تو وہی عورت ایک بھنی ہوئی بکری لے کر حاضر خدمت ہوئی حضوراکرم ﷺ نے فرمایا اس کا دست مجھے دو میں نے دیا پھر فرمایا اس کا دست مجھے دو میں نے دیا پھر فرمایا اس کا دست مجھے دو تو میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ دست تو دو ہی ہوتے ہیں جو میں آپ کو دے چکا فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر تم خاموش رہتے تو جب تک میں دست مانگتا رہتا تو تم دیتے رہتے۔ (ابو یعلی، بیہقی، خصائص جلد ۲ صفحہ ۳۶)

حضوراکرم ﷺ کو دست کا گوشت بہت مَرغُوب (لزیز) تھا۔ اسی لئے صحابہ کرام علیہم الرضوان اکثر دست ہی پیش کیا کرتے تھے۔ حضوراکرم ﷺ مکرّر (بارہا) طلب فرمایا کرتے تھے جب تیسرے دست کی طلب کی نوبت پہنچتی تو بتقضائے بشریت وعادت اسی طرح عرض کرتے کہ جانور کے دو ہی دست ہوتے ہیں مگر حضوراکرم ﷺ ان سے فرماتے اگر تم دینے کے قصد کرتے تو میں جتنی بار طلب کرتا تم دیتے ہی رہتے۔[47]

(احمد، دارمی، مشکوٰۃ صفحہ ۴۱)

فائدہ: حضرت اسامہ سے بھی تیسری بار بکری کا دست طلب فرمایا اور انہوں نے بر سبیلِ تعجب عرض کی کہ دست تو دو ہی ہوتے ہیں اور وہ میں آپ کو دے چکا اس کا ظاہر مطلب تو یہی ہو سکتا ہے کہ حضوراکرم ﷺ ہم سب سے زیادہ جانتے ہیں کہ بکری کے دو ہاتھ ہوتے ہیں اب وہ تو ختم ہو چکے ہیں تو آپ ﷺ وہ چیز مانگ رہے ہیں جو میرے پاس موجود ہی نہیں لیکن حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ تصور نہ رہا کہ مانگنے والا کُن کی کُنجی کا مالک ہے اسی لئے وہ یہ عرض کر بیٹھے کہ حضور بکری کے تو دو ہاتھ ہی ہوتے ہیں اس پر حضور ﷺ کو فرمانا پڑا کہ اسامہ! اگر تم دینے کا ارادہ کرتے تو تیسرا ہاتھ کیا بکری کے غیر مُنتہی ہاتھ تیرے ہاتھ میں ہوتے۔ اس سے واضح اور کیا ثبوت چاہیے کہ خود حضوراکرم ﷺ نے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مُتنبّہ (خبردار) فرمایا کہ تیرا تصور میری بشریت تک محدود رہا تمہیں میری شانِ محبوبیت کی طرف دھیان کرنا چاہیے تھا۔ مالکِ کُن نے تو مجھے بھی کُن کا مالک بنا دیا ہے اس لئے جب تک میں مانگتا جاتا تیرے ہاتھ سے بکری کے ہاتھ پیدا ہو کر میری خدمت میں پیش ہوتے رہتے۔

---

[46] الخصائص الکبری للسیوطي, باب ما وقع في حجة الوداع من الآيات والمعجزات, 60/2, 61, دار الكتب العلمية بيروت.

[47] مشكاة المصابيح, كتاب الطهارة, باب ما يوجب الوضوء, الفصل الثالث, 106/1, رقم الحديث 327, المكتب الإسلامي بيروت, الطبعة الثالثة. 1985.

فائدہ: یہ ایسے ہی ہے جیسا کہ حضرت سیدہ ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اگر زم زم نہ فرماتیں تو پانی تمام دنیا کو گھیر لیتا۔[48] وہ سیدنا اسمعیل علیہ السلام کا ایڑی کا کمال تھا یہاں لسانِ مصطفی ﷺ کا کمال ہے۔ افسوس تو اس امتی کہلانے والے کی سوچ پر ہے کہ وہ سیدنا اسمعیل علیہ السلام کی ایڑی کا کمال تو مانتا ہے لیکن لسانِ مصطفوی کے کمال کا منکر ہے۔

ابن ابی شیبہ اپنے مصنف میں جعفر بن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے چار صحابیوں کو قیصر، کسریٰ، مقوقس اور نجاشی کی طرف قاصد بنا کر بھیجا فاصبح کل رجل منهم يتكلم بلسان القوم الذی بعث فيهم۔[49] (خصائص جلد ۱ صفحہ ۱)

ان صحابہ نے صبح کی تو ہر صحابی جس قوم کی طرف قاصد بنا کر بھیجا گیا تھا اسی قوم کی زبان میں کلام کرنے لگا۔

فائدہ: دیکھئے چار صحابہ کو مختلف ولایتوں میں بھیجا جارہا ہے اور یہ چار صحابہ صرف عربی زبان ہی جانتے ہیں مگر نبی کریم ﷺ کا اعجاز ملاحظہ کیجئے کہ جب یہ صحابہ صبح کرتے ہیں تو اسی قوم کی زبان میں کلام کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ تبدیلی اَلسِنہ (زبان بدلنے) پر قادر ہیں اور دوسروں کی زبانیں بدل دیتے ہیں۔

فائدہ: بعض جہال نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ حضور اکرم ﷺ کو اردو "دیوبند" آتے جاتے آگئی لیکن یہ بدقسمت ایسی روایات بھول گئے کہ آپ ﷺ نہ صرف تمام بولیاں جانتے ہیں بلکہ آپ ﷺ دوسروں کو بھی ہر بولی سکھلا دیتے ہیں۔

واقدی بنی اشہل کے کئی راویوں سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں سلمہ بن اسلم کی تلوار ٹوٹ گئی اور یہ نہتے ہوگئے۔

فاعطاه رسول الله ﷺ قضيبا فی يده فقال اضرب به فاذا هو سيف جيد۔[50] (حجۃ اللہ صفحہ ۲۳۲)

حضور اکرم ﷺ نے انہیں ایک تازیانہ عطا فرمایا جو آپ کے مبارک ہاتھوں میں تھا اور فرمایا اس کے ساتھ لڑو پس ناگاہ وہ لاٹھی چمکتی ہوئی تلوار بن گئی۔

فائدہ: کُن کی کنجی اور کیا ہوگی کہ ایک لکڑی جس سے کانٹے کانہیں ٹھونکنے کا کام لیا جاسکتا ہے کُن والے محبوب ﷺ اس کی ماہیت ہی بدل کر رکھ دیتے ہیں اور وہ لکڑی کاٹنے کا کام دینے لگتی ہے اور وہ بھی دائماً وابداً چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ وہ لکڑی حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ہمیشہ تلوار رہی۔[51] (حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۲۳۲) براہین قاطعہ ملخصا

ازالۂ وھم: بعض جہال کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے معجزہ میں دَوام (ہیشگی) نہیں ہے اور نہ ہی آپ ﷺ کے اختیار میں یہ بات ہے کہ جب چاہیں معجزہ ظاہر کرکے دکھلائیں۔ اس معجزہ میں جاہلوں کے دونوں عقیدوں کا رد ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ طاقت سے لکڑی کو تلوار بنا دیا اور ایسی

---

[48] حاشية الصاوي على تفسير الجلالين, سورة إبراهيم, تحت الآية 37, 235/2, دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

[49] مصنف ابن أبي شيبة, كتاب المغازي, ما ذكر في كتب النبي عليه السلام وبعوثه, 347/7, رقم الحديث 36628, مكتبة الرشد الرياض, الطبعة الأولى, 1409.

[50] المغازي للواقدي, بدر القتال, 93/1, 94, دار الأعلمي بيروت, الطبعة الثالثة, 1989/1409.

[51] المغازي للواقدي, بدر القتال, 94/1, دار الأعلمي بيروت, الطبعة الثالثة, 1989/1409.

تلوار بنایا کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ تادم زیست اسی تلوار سے کام لیتے رہے۔ اس عقیدہ کی تفصیل فقیر کی کتاب ''التصرفات فی اختیار صاحب المعجزات والکرامات'' میں ہے۔

ستون حنانہ: ستونِ حنانہ جو ایک کھجور کا سوکھا ہوا درخت تھا حضور اکرم ﷺ اس کے سات فرمایا کرتے تھے۔ کچھ دن بعد صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور اکرم ﷺ کے لئے منبر تیار کر دیا جب آپ ﷺ نے پہلی مرتبہ منبر پر جلوہ افروز ہو کر خطبہ دیا تو اس ستون سے رونے کی آواز آنے لگی۔ بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ ستونِ حنانہ حضور اکرم ﷺ کے فراق میں تھر تھر کانپتا اور روتا تھا۔[52] کھجور کی خشک لکڑی نبی کریم ﷺ کے تکیہ لگانے کی برکت سے زندہ ہو گئی اس نے حضور اکرم ﷺ سے کلام بھی کیا اس میں صفاتِ انسانی بھی پیدا ہو گئیں۔

فائدہ: یہ بھی کُن کے کرشمے ہیں کہ بے جان کو نہ صرف جان ملی بلکہ اسے علم وادراک اور جملہ لوازماتِ انسانی سے موصوف بنایا گیا۔

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا باغ: سیدنا سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بچپن سے اپنے دین آتش پرستی کو خیر باد کہہ کر مختلف مذاہب کے مذہبی پیشواؤں کے ہاں زندگی بسر فرمائی۔ آخری مذہبی پیشوا نے انہیں مدینہ منور پہنچنے کا مشورہ دیا یہاں آپ نے ایک یہودی کی غلامی اختیار کی جب نبی کریم ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ پہنچے تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر خدمت ہو کر اسلام قبول فرمالیا۔ یہودی حضور اکرم ﷺ کا دشمن ہونے کی وجہ سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آزاد نہیں کرتا تھا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اپنے مالک سے مکاتبت کرلو (یعنی رقم طے کرکے اس سے آزادی حاصل کرلو) تو میں نے اپنے مالک سے اس معاہدہ پر آزادی حاصل کرلی کہ میں ان کی زمین میں تین سو کھجوریں لگاؤں گا اور سونے کی چالیس اوقیہ بھی ادا کروں گا۔ حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا کہ اپنے بھائی کی مدد کرو۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اپنی اپنی توفیق کے مطابق کھجور کے چھوٹے پودوں سے میری مدد کی حتیٰ کہ میرے لئے تین سو پودے جمع ہو گئے پھر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے سلمان جاؤ باغ لگانے کے لئے زمین کھودو اور کھودنے کے بعد مجھے بتاؤ میں اپنے ہاتھ سے کھجوریں لگاؤں گا۔ میں اپنے ساتھیوں کو لے کر گیا اور ان کے تعاون سے کھجوروں کے لئے زمین کھودی اور فارغ ہونے کے بعد حضور اکرم ﷺ کو اطلاع کی ہم کھجوریں دیتے چلے گئے اور آپ ﷺ اپنے دست مبارک سے لگاتے چلے گئے۔

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ان میں سے ایک کھجور بھی نہ سوکھی اور ساری کھجوروں نے اسی سال پھل دینا شروع کر دیا۔

فرماتے ہیں کہ میں نے کھجوروں کا معاہدہ پورا کر دیا البتہ نقد مال کی ادائیگی میرے ذمہ رہی نبی کریم ﷺ نے کسی کان سے مرغی کے انڈے کے برابر سونے کی ڈلیہ لائے اور مجھ سے فرمایا کہ تمہارے مالک کا کیا بنا؟ سلمان فرماتے ہیں کہ میں مالک کو بلا لایا آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ سلمان یہ اپنے مالک کو دے کر اس کا حق چکا دو۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرے ذمے جو سونا واجب الادا ہے یہ تو اس کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ حضور اکرم ﷺ

---

[52] صحيح البخاري, كتاب البيوع, باب النجار, 61/3, رقم الحديث 2095, دار طوق النجاة, الطبعة الأولى, 1422ه.

نے سونے کی وہ ڈلیہ مجھ سے واپس لی اور اپنی زبانِ مبارک سے لگائی پھر فرمایالو اب کافی ہو جائیگی اس کا حق ادا کر دو۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: فاخذتھا فاوفیتھم منھا حقھم کلہ اربعین اوقیہ۔[53] (البدایہ والنہایہ جلد ا صفحہ ۱۲۳، طبقات ابن سعد، خصائص کبریٰ)

یعنی میں نے وہ ڈلیہ پکڑ لی اور اسی سے مالک کا پورا حق چالیس اوقیہ ادا کر دیا۔

فائدہ: حضور اکرم ﷺ نے سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا باغ بُو کر شانِ کُن کا مظاہرہ فرمایا اور وہ باغ مدینہ طیبہ میں بہت برا متبرک سمجھا جاتا تھا۔ ۱۲۹۹ھ میں فقیر پہلے حج کی سعادت سے بہرہ ور ہوا اور مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہوئی معلوم ہوا کہ باغِ سلمان کی آخری نشانی ایک خشک کھجور کھڑی تھی نجدیوں نے اسے بھی کاٹ کر کہیں پھینک دیا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

بیہقی اور ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ جنگ احد میں قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ میں تیر لگا جس سے آنکھ نکل کر رخسار پر آگئی نبی کریم ﷺ نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اگر چاہو کہ یہ آنکھ اچھی ہو جائے تو میں آنکھ کو اس کی جگہ رکھ دوں اچھی ہو جائے گی اور اگر چاہتے ہو کہ جنت ملے تو صبر کرو۔ قتادہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ جنت تو بڑا اچھا انعام ہے لیکن مجھے کانا ہونا بُرا معلوم ہوتا ہے آپ ﷺ میری آنکھ اچھی فرمادیجئے اور میرے لئے جنت کی دعا بھی فرمایئے۔ آپ ﷺ نے ان کی آنکھ کا ڈھیلا اُٹھا کر اس کے حلقہ میں رکھ دیا اور وہ آنکھ اتنی روشن ہوگئی کہ اس کی روشنی دوسری آنکھ سے زیادہ تیز ہوگئی اور ان کے لئے جنت کی دعا بھی فرمائی۔ نبی کریم ﷺ کا یہ معجزہ بہت مشہور ہے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کو فخر تھا کہ ان کے بزرگ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ حضور اکرم ﷺ کے دست مبارک سے ٹھیک ہوئی چنانچہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے ان کے پاس آئے اور عربی کے یہ اشعار پڑھے:

انا ابن الذی سالت انحل عینہ فردت بکف المصطفیٰ ایمارد

فعادت کما کانت لاول امرھا فیا حسن ماعین ویا حسن مارد

میں انہی کا پوتا ہوں جن کی آنکھ لڑائی میں نکل کر رخسار پر آگئی تھی اور محمد مصطفی ﷺ کے دست مبارک سے دوبارہ اچھی ہوگئی تھی کہ پہلے سے زیادہ روشن تھی مبارک ہے وہ آنکھ اور مبارک ہے وہ ہاتھ جس نے دوبارہ آنکھ لوٹادی۔[54]

(الاستیعاب صفحہ ۲۷۲، الاصابہ صفحہ ۲۷۰، طبقات ابن سعد جلد ۲ صفحہ ۲۶ وغیرہ)

فائدہ: کُن کا نظارا کیسا پیارا نظارہ ہے کہ جس آنکھ کی بینائی کا بیج ہی ختم ہوگیا کہ اب اس کا علاج نہ اطباء کے پاس نہ ڈاکٹروں کے پاس لیکن حبیب خدا ﷺ نے حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ میں ایسا روشن بیج بویا کہ دوسری آنکھ کی بینائی اس کے مقابلہ میں آدھی محسوس ہونے لگی۔

لطیفہ: صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقیدہ پر قربان جائیں کہ آنکھ ضائع ہونے پر مایوس نہیں کہ وہ سمجھتے تھے پھوڑنے والے کافر ہیں تو جوڑنے والے میرے آقا ﷺ موجود ہیں پھر کیا فکر ہے۔

---

[53] البداية والنهاية, ذكر أصحاب العرب, كتاب سيرة رسول الله صلى الله عليه وسلم, إسلام سلمان الفارسي رضي الله عنه وأرضاه, 380/2, 381, 382, 384, 385 (ملخصاً), دار إحياء التراث العربي, الطبعة الأولى, 1408 هـ 1988 م.

[54] الاستيعاب في معرفة الأصحاب, حرف القاف, باب قتادة, 1275/3, رقم الترجمة 2107, دار الجيل بيروت, الطبعة الأولى، 1412 هـ 1992 م.

شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية, كتاب المغازي, غزوة أحد, 423/2, دار الكتب العلمية, الطبعة الأولى, 1417ھ 1996م.

لطیفہ: بہشت کا وعدہ سن کر کیا ہی نفیس آرزو پیش کر دی کہ حضور اکرم ﷺ آپ کے صدقے جنت تو عطا ہو ہی گئی آنکھ بھی عطا ہو جائے تو کیا بعید از کرم۔

فائدہ: ان کی اولاد کو اس عطیہ پر ناز تھا جیسا کہ اشعار سے معلوم ہوا۔ ثابت ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کے لئے کُن کی زبان کا عقیدہ رکھنا قدیم سے ہے۔

ابوقتادہ: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہیں شہسوارِ رسول اللہ ﷺ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ مجھے ملے اور میری طرف نظر کرم فرمائی اور ارشاد فرمایا: اللھم بارک فی شعرہ وقال افلح وجھک

یعنی اے اللہ اس کے بالوں اور چہرے کی تازگی میں برکت فرمایا۔

اور فرمایا کہ اے ابو قتادہ تیرا چہرہ کامران ہو میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ کا چہرہ انور کامیاب ہو۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تونے مسعدہ نامی کافر کو قتل کر ڈالا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہاں آپ نے فرمایا تیرے چہرے پر یہ کس چیز کا نشان ہے؟ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہ ایک تیر کا نشان ہے جو میرے چہرے پر لگا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے قریب آجاؤ۔ میں آپ ﷺ کے قریب ہو گیا:

قبصق علیہ فما ضرب علی قط ولا قاح۔[55] (الاستیعاب صفحہ ۶۳۲، الاصابہ جلد ۴ صفحہ ۱۵۷)

آپ نے میرے زخم کے نشان پر اپنا لعابِ دہن لگادیا۔

جس سے نہ تو مجھے درد ہوا اور نہ اس زخم میں کوئی ورم اور سوزش آئی بلکہ میرا چہرہ صاف و بے داغ رہا۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کی اس دعا ''افلح وجھک'' تیرا چہرہ کامیاب رہے کی برکت سے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہمیشہ محفوظ رکھا اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی نظر عنایت سے مشکلیں حل ہوتی ہیں۔ یہاں ملاحظہ فرمایئے کہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لب اطہر کے ذریعہ کُن کا نظارہ دکھادیا۔

کلثوم بن حصین: آپ نبی کریم ﷺ کے مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد مسلمان ہوئے اور بدر میں شریک نہ ہو سکے اور یہ ان حضرات میں تھے جنہوں نے بیعت رضوان کے موقع پر درخت کے نیچے حضور اکرم ﷺ کے ہاتھ مبارک پر بیعت کی تھی جنگ احد میں شریک تھے اور ان کے سینے میں تیر لگا جس سے گہرا زخم ہو گیا تو حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے

فجاء الیٰ رسول اللہ ﷺ فبصق فیہ۔ (الاستیعاب والاصابہ جلد ۳ صفحہ ۱۷۱، اسد الغابہ جلد ۴ صفحہ ۳۵۰ وغیرہ)

آپ نے ان کے سینے پر اپنا لعابِ دہن لگادیا۔

---

[55] الاستيعاب في معرفة الأصحاب, كتاب الكنى, حرف القاف, ابو قتادة الأنصاري, 1731/4, 1732, رقم الترجمة 3130, دار الجيل بيروت, الطبعة الأولى, 1412 هـ 1992 م.

تووہ زخم اسی وقت ٹھیک ہو گیا اسی لئے ان کا عرف کلثوم المنحور [56] قرار پایا۔

دوبار اپنانائب مقرر فرمایا۔ [57]

فائدہ: وہی بات ہوئی کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے اختیار و تصرف سے حضرت کلثوم بن حصین کے زخم ٹھیک فرمائے توان کا نام ہی المنحور پڑ گیا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا انہیں اس نام سے یاد کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا بھی یہی عقیدہ تھا ورنہ اگر یہ شرکیہ تصور ہوتا تو نہ صحابہ کرام علیہم الرضوان ایسی جرات کرتے اور نہ ہی حضور اکرم ﷺ اسے گوارا فرماتے۔

کلیجی یا دیگ: بخاری وغیرہ میں ہے کہ حضرت عبد الرحمن بن ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ایک سو تیس آدمی نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی کے پاس کچھ کھانا ہے تو ایک شخص کے پاس کچھ چار سیر بھر آٹا نکلا تو اسے گوندھا گیا۔اس کے بعد ایک لمبے قد اور بکھرے بالوں والا مشرک اپنی بکریوں کو ہانکتا ہوا آیا آپ ﷺ نے اسے فرمایا کہ ہمیں بکری چاہیے ہدیہ کے طور پر دے دو گے یا بیچو گے ؟اس نے کہا میں تو بیچوں گا نبی کریم ﷺ نے اس سے ایک بکری خریدی پھر اسے ذبح کیا آپ ﷺ نے اس کی کلیجی بھوننے کا حکم دیا جسے بھونا گیا۔

وایم اللّٰہ ما فی الثلاثین والمائۃ الا قد حز النبی ﷺ لہ حزۃ من سواد بطنھا ان کان شاھداً اعطاھا ایاہ وان کان غائبا خبا لہ فجعل منھا قصعتین فاکلوا اجمعون وشبعنا ففضلت لقصعتان فحملناہ علی البعیر [58]

یعنی خدا کی قسم ایک سو تیس آدمیوں میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جسے نبی کریم ﷺ نے کلیجی کی بوٹیاں نہ دی ہوں اگر کوئی موجود تھا تو اسے بوٹیاں دے دیں اور اگر موجود نہیں تھا تو اس کے لئے رکھ چھوڑیں پھر آپ ﷺ نے اس سے دو پیالے بھرے تو سب لوگوں نے کھایا اور ہم سب کے سب خوب سیر ہو گئے پھر بھی وہ دونوں پیالے اسی طرح بچے رہے تو ہم نے بقیہ اونٹ پر رکھ لیا۔

فائدہ: اس واقعہ میں رسول اللہ ﷺ سے چار امور ظاہر ہوئے۔

(۱) ایک صاع آٹے میں غیب سے اضافہ ہوا۔

(۲) بکری کی کلیجی میں اضافہ ہوا۔

(۳) دو پیالوں میں ایسی وسعت ہوئی کہ ایک سو تیس آدمیوں نے بیک وقت ہاتھ ڈال ڈال کر وہاں سے گوشت لیا۔

(۴) پھر بکری کے گوشت میں ایسا اضافہ ہوا کہ سب نے پیٹ بھر کر کھایا اور وہ بدستور باقی بچ گیا جسے اونٹ پر رکھ کر صحابہ کرام علیہم الرضوان اپنے ہمراہ لے گئے۔

اس سے ظاہر ہوا کہ معجزہ نبی کی قدرت واختیار میں ہوتا ہے اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے فیض وجود کا دریا پیاسوں کو سیر اب کر کے ہی رہتا ہے جسے ہم نے دوسرے لفظوں میں کُن کی کنجی سے تعبیر کیا ہے۔

---

[56] منحور یعنی جن کے سینے کے زخم کو سرکار ﷺ نے اپنے لعابِ دہن سے ٹھیک فرمایا۔

[57] الاستیعاب في معرفة الأصحاب, حرف الكاف, باب كلثوم, 1327/3, رقم الترجمة 2209, دار الجيل بيروت, الطبعة الأولى، 1412 ھ 1992 م.

[58] صحيح البخاري, كتاب الهبة وفضلها والتحريض عليها, باب قبول الهدية من المشركين, 163/3, رقم الحديث 2618, دار طوق النجاة, الطبعة الأولى، 1422ھ.

بازوٹھیک کردیا: حضرت خبیب بن اساف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور میری قوم کا ایک شخص ہم دونوں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں اُس وقت حاضر ہوئے جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کچھ مشرکین سے لڑائی میں مصروف تھے۔ ہم نے عرض کی کہ ہم لڑائی میں شرکت کرکے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی مدد کرنا چاہتے ہیں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کیا تم مسلمان ہو؟ ہم نے عرض کی نہیں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

فانا لا نستعین بالمشرکین علی المشرکین

ہم مشرکین کے خلاف مشرکین سے امداد نہیں حاصل کرتے۔

اس پر ہم مسلمان ہوگئے اور میں (خبیب بن اساف) حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ جنگ میں شریک ہوا اور مجھے کندھے پر تلوار کی ضرب لگی جس سے میرا بازو کٹ کر جدا ہو گیا میں اپنے بازو کو اُٹھا کر حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وہاں میدانِ جنگ میں تشریف فرما تھے۔

فتفل فیھا والزقھا فالتامت وبرات وقتلت الذی ضربنی۔[59] (البدایہ والنہایہ جلد ۶ صفحہ ۱۲۴)

یعنی آپ نے میرے بازو کو لعابِ دہن لگا کر کندھے سے ملا دیا تو وہ اسی وقت مل گیا اور بالکل ٹھیک ہو گیا اور میں جا کر لڑائی میں شریک ہو گیا اور اسے قتل کرنے میں کامیاب ہو گیا جس نے تلوار سے میرا بازو کاٹ دیا تھا۔

فائدہ: بازو اُٹھا کر حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ہاں اسی لئے لے گئے کہ توڑنے والوں نے توڑا تو جوڑنے والا جوڑ دے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہماری ہر بگڑی ہوئی بات کو بنا دینگے اور ہر دکھ کو سکھ میں بدل دینگے۔

گھی کا دریا: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ فرماتی ہیں کہ ہماری ایک بکری تھی میں اس کا گھی ایک چمڑے کے برتن میں جمع کرتی چلی گئی جب وہ بھر گیا تو میں نے اسے ربیبہ کے ذریعے حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت اقدس میں بھیجا تاکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اسے سالن میں استعمال فرمائیں۔ ربیبہ اسے لے کر حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں پہنچی اور عرض کی کہ یہ گھی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں ام سلیم نے بھیجا ہے۔ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے گھر والوں سے فرمایا کہ یہ گھی نکال لو اور برتن خالی کرکے دے دو چنانچہ برتن خالی کرکے واپس مجھے دے دیا گیا۔ میں اسے لے کر واپس گھر آ گئی۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر میں نہ تھیں میں نے اس برتن کو کیل کے ساتھ لٹکا دیا جب ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا واپس آئیں تو دیکھتی ہیں کہ وہ برتن گھی سے اس قدر بھرا ہوا ہے کہ اس سے گھی نیچے ٹپک رہا ہے۔ ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا مجھ سے کہنے لگیں کہ اے ربیبہ میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ گھی حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں پیش کرکے آؤ۔ میں نے کہا کہ میں تو گھی دے کر بھی آ گئی ہوں اگر آپ کو یقین نہ ہو تو چلیں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے پوچھ لیں چنانچہ وہ مجھے ساتھ لے کر حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں نے اس لڑکی کے ہاتھ گھی سے بھرا ہوا ایک برتن بھیجا تھا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ

---

[59] البداية والنهاية ,كتاب دلائل النبوة , باب في كلام الأموات وعجائبهم , 182/6 , دار إحياء التراث العربي , الطبعة الأولى , 1408 هـ 1988 م.

ہاں یہ گھی لائی تھی حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو نبی برحق بنا کر بھیجا وہ برتن تو اسی طرح گھی سے پُر ہے اور اس سے گھی ٹپک رہا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

یا ام سلیم اتعجبین ان کان اللہ اطعمک کما اطعمت نبیہ کلی واطعمی۔ (رواہ مسلم جلد۱ صفحہ ۴۱، البدایہ والنہایہ جلد ۶ صفحہ ۱۰۳)

کہ اے ام سلیم کیا تو اس بات پر تعجب کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے کھانے کی ایک چیز عطا کی ہے جس طرح وہ اپنے نبی کریم ﷺ کو کھلاتا ہے۔

یعنی اے ام سلیم اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں یہ تو اللہ تعالیٰ کی عطیہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تیری اس خدمت سے خوش ہو کر تجھے بخشا ہے جو تو نے اس کے نبی ﷺ کی خدمت کی ہے۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر میں گھر واپس آگئی۔[60]

فائدہ: اس واقعہ پر غور فرمایئے کہ ربیبہ خالی برتن لے کر واپس گئی اور خالی مشک لٹکا دی لیکن بعد میں وہ مشک نہ صرف پر ہو گئی بلکہ لبریز ہو کر گھی باہر چھینکنے لگی اس سے ہم کیا سمجھیں یہی کہ کُن کے اشاروں سے وہ مشک گھی کی نہر بن گئی یا دریا۔

ریت کا پہاڑ: صحابہ کرام علیہم الرضوان خندق کی کھدائی کر رہے تھے کہ بیچ میں پتھر کی ایک بہت بڑی چٹان آگئی جو کسی سے نہیں ٹوٹتی تھی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے نبی کریم ﷺ سے اس کی شکایت کی آپ ﷺ نے پانی منگایا اور اس میں یوں دم کیا کہ دم کے ساتھ اپنا لعابِ دہن بھی پانی میں ڈالا اور دعا کی پھر اس چٹان پر وہ پانی ڈالا صحابہ کرام علیہم الرضوان فرماتے ہیں کہ ''والذی بعثہ بالحق نبیا الخ'' اس ذات کی قسم جس نے نبی کریم ﷺ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے پتھر کی وہ بہت بڑی اور سخت چٹان ریت کی طرح ہو گئی۔ کدال اور رسی اس کے اندر آسانی سے دھنسنے لگے۔[61]

(البدایہ والنہایہ جلد ۴ صفحہ ۷۹)

فائدہ: لعابِ دہن اور دم و دعا تو تعلیم امت کے لئے تھے کہ تم بھی ایسا کرو گے تو برکت ہی برکت ہو گی لیکن پہاڑ کو ریت بنا دینا کُن کے کرشموں میں سے ایک کرشمہ تھا۔

حضرت بشیر بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صاحبزادی نعمان بن بشیر کی بہن رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے میری امی عمرہ بنت رواحہ نے بلایا اور دو مٹھی بھر کھجور میری جھولی میں ڈال دیں اور کہا کہ جاؤ اپنے باپ اور ماموں عبد اللہ بن رواحہ کو اس کا ناشتہ کرا لاؤ۔ فرماتی ہیں کہ میں کھجور لے کر جا رہی تھی نبی کریم ﷺ کے قریب سے میرا گذر ہوا اور میں اپنے باپ اور ماموں کو ڈھونڈتی پھر رہی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بیٹی تیرے پاس یہ کیا ہے میں نے عرض کی کہ یہ کھجور ہے میری امی نے میرے باپ اور ماموں کے لئے ناشتہ بھیجا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس لاؤ میں نے وہ کھجوریں حضور اکرم ﷺ کے دونوں ہاتھوں میں ڈال دیں وہ کھجوریں تھوڑی تھیں آپ ﷺ کے دونوں ہاتھوں کو نہ بھر سکیں پھر آپ ﷺ کے حکم سے ایک کپڑا

---

[60] البداية والنهاية, كتاب دلائل النبوة, باب تكثيره عليه السلام الأطعمة تكثيره اللبن في مواطن أيضا, 113/6, دار إحياء التراث العربي, الطبعة الأولى, 1408 هـ 1988 م.

[61] البداية والنهاية, سنة خمس من الهجرة النبوية, غزوة الخندق أو الأحزاب, 111/4, دار إحياء التراث العربي, الطبعة الأولى, 1408 هـ 1988 م.

بطورِ دستر خوان بچھایا گیا۔ آپ ﷺ نے اس پر وہ کھجوریں ڈال دیں اور اسے کپڑے پر پھیلا دیا پھر ایک شخص سے فرمایا کہ جاؤ تم اہلِ خندق کو کہہ دو کہ آؤ سب ناشتہ کرو۔ فرماتی ہیں تمام اہلِ خندق جمع ہوگئے اور ان کھجوروں میں سے کھانے لگے اور کھجوریں ساتھ ساتھ زیادہ ہوتی چلی گئیں۔

حتی صدر اھل الخندق عنه وانه یسقط من اطراف الثوب۔[62] (البدایہ والنہایہ جلد ۴ صفحہ ۹۹)

یعنی تمام اہلِ خندق خوب پیٹ بھر کر کھا کر چلے گئے لیکن دستر خوان کھجوروں سے بدستور لبریز تھا۔

فائدہ: کھجوریں کیوں بڑھیں وہی جو ہم کہہ رہے ہیں کُن کہہ کر شاہ نے قطرے کو دریا کر دیا۔

خاتمہ: جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے کہ کُن سے مراد اللہ تعالیٰ کا کسی شے کو پیدا کرنے کے ارادہ کا تعلق ہے اس معنیٰ پر حضور ﷺ کی مراد عین مرادِ الٰہی ہے یعنی جو مرادِ خدا ہے وہی مرادِ مصطفیٰ ﷺ ہے اس کا یہ مطلب گڑھنا کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہو یا نہ لیکن جو رسول اللہ ﷺ چاہیں وہ کام لازماً اسی طرح ہو جائے یہ غلط ہے اور نہ ہی اہلِ سنت میں سے کسی نے یہ کہا ہے بلکہ ایسا کہنے والا ہمارے نزدیک خارج از اسلام ہے بلکہ یوں کہیے جیسے امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ العزیز نے کہا ہے

بہم عہد باندھے وصل ابدکا   رضائے خدا اور رضائے محمد ﷺ

یعنی اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور اس کے محبوب ﷺ کی رضامندی نے آپ میں حلف اُٹھایا ہے کہ دونوں کی رضامندیاں ہمیشہ ہمیشہ ساتھ ساتھ رہیں گی لہٰذا خدا عزوجل کا کوئی کام ایسا نہیں کہ جس میں اس کے محبوب ﷺ کی رضامندی شامل نہ ہو اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے محبوب کا کوئی کام ایسا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ کی مرضی اور خوشنودی شامل نہ ہو۔

فائدہ: قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنا ہر کام نبی کریم ﷺ کا کام بتایا اور نبی کریم ﷺ کا ہر معاملہ اپنا معاملہ فرمایا۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی شرح حدائق بخشش جلد سوم اسی قاعدہ پر ہم کہتے ہیں:

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم   خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

یہ شعر حدیث شریف کلھم یطلبون رضائی وانا اطلب رضاک یا محمد ﷺ[63] کا ترجمہ ہے اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ رضائے مصطفیٰ ﷺ ہے وہی جو رضائے خدا جل شانہ ہے ہاں اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب اکرم ﷺ کے لئے خاص کرم ہے باوجودیکہ ان کی رضا خدا کی رضا کی غیر نہیں تب بھی اپنے محبوب کے لئے اعزاز کے لئے فرمایا: وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى o (پارہ ۳۰، سورۃ الضحیٰ، آیت ۵)

ترجمہ: اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

---

[62] البداية والنهاية, سنة خمس من الهجرة النبوية, غزوة الخندق أو الأحزاب, 113/4, 114, دار إحياء التراث العربي, الطبعة الأولى, 1408 هـ 1988 م.

[63] نزهة المجالس ومنتخب النفائس, باب ذكر مناقب سيد الأولين والآخرين سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم إلخ, 68/2, المطبعة الكاستلية مصر, 1283ه.

اور فرمایا: فَلَنُوَلِّيَنَّکَ قِبْلَةً تَرْضٰيهَا۔ (پارہ ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۱۴۴)

ترجمہ: تو ضرور ہم پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔

اور فرمایا: لِّيَغْفِرَ لَکَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَ مَا تَاَخَّرَ۔ (پارہ ۲۶، سورۃ فتح، آیت ۲)

ترجمہ: تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔

احادیث مبارکہ بھی ملاحظہ فرمائیں جن میں حضور اکرم ﷺ نے دونوں دست مبارک اُٹھا کر امت کے حق میں رو رو کر دعا فرمائی اور عرض کیا ''اللھم امتی امتی'' اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو حکم دیا کہ محمد مصطفی ﷺ کی خدمت میں جا کر دریافت کرو کہ رونے کا کیا سبب ہے باوجودیکہ کہ اللہ تعالیٰ داناہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے حسب حکم حاضر ہو کر دریافت کیا سید عالم ﷺ نے انہیں تمام حال بتایا اور غمِ امت کا اظہار فرمایا جبریل امین نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ تیرے حبیب ﷺ یہ فرماتے ہیں باوجودیہ کہ وہ خوب جاننے والا ہے اللہ تعالیٰ نے جبریل امین کو حکم دیا کہ جاؤ میرے حبیب ﷺ سے کہو کہ ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں عنقریب راضی کریں گے اور آپ کو گراں خاطر نہ ہونے دیں گے۔[(64)] حدیث شریف میں ہے کہ جب یہ آیۃ مبارکہ نازل ہوئی تو سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ جب تک میرا ایک امتی بھی دوزخ میں ہے میں راضی نہ ہوں گا۔[(65)]

آیۃ کریمہ صاف دلالت کرتی ہے اللہ تعالیٰ وہی کرے گا جس میں رسول راضی ہوں اور احادیث شفاعت سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی رضا اسی میں ہے کہ سب گنہگارانِ امت بخش دیئے جائیں تو آیات واحادیث سے قطعی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضور ﷺ کی شفاعت مقبول ہے اور حسب مرضی مبارک گنہگارانِ امت بخش دیئے جائیں گے اور "البدور السافرہ" میں ہے کہ اللہ تعالیٰ آخر میں فرمائے گا ''ارضیت یا محمد'' اے محمد (ﷺ) راضی ہوگئے ہونا۔ آپ ﷺ فرمائینگے '' اے رب قد رضیت ''[(66)] ہاں یا اللہ خوب راضی ہوں۔

ان ربي استشارني في امتي۔[(67)] (خصائص کبریٰ)

بے شک میرے رب نے میری امت کے بارے میں مجھ سے مشورہ کیا۔

حدیث میں ہے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عرض کرتی ہیں: انی اری ربک یسارع الی ھواک۔[(68)] (مشکوٰۃ)

---

(64) صحيح مسلم, كتاب الإيمان, باب دعاء النبي صلى الله عليه وسلم لأمته. وبكائه شفقة عليهم, 191/1, رقم الحديث 202, دار إحياء التراث العربي بيروت.

(65) تلخيص المتشابه في الرسم, , باب الخلاف بزيادة حرف في اللفظ, وصالح بن بن عبد الله بن الحسن بن اسماعيل الهاشمي, 173/1, طلاس للدراسات والترجمة والنشر دمشق, الطبعة الأولى, 1985 م.

(66) الخصائص الكبرى للسيوطي, باب ما قال تعالى في أمته صلى الله عليه وسلم, 386/2, دار الكتب العلمية بيروت.

(67) الخصائص الكبرى للسيوطي, باب اختصاصه صلى الله عليه وسلم بأن أمته وضع عنهم الأصر الذي, 365/2, دار الكتب العلمية بيروت.

(68) مشكاة المصابيح, كتاب النكاح, باب عشرة النساء, الفصل الأول, 970/2, رقم الحديث 3250, المكتب الإسلامي بيروت, الطبعة الثالثة, 1985.

بے شک میں تیرے رب کو تیری خواہش کے لئے جلدی کرنے والا پاتی ہوں۔

یہی کلمات ابو طالب نے کہے تو حضور اکرم ﷺ نے تصدیق فرمائی۔[69] (خصائص کبریٰ)

سندالحدیث: جلیل القدر علماء محدثین نے اس حدیث ''کلھم یطلبون'' الخ کو اپنی تصانیف میں نقل کیا ہے اور اس پر اعتراض بھی نہیں کیا۔ علم حدیث کا قاعدہ ہے کہ ''تلقی از ثقه'' بھی حدیث قابل حجت ہوتی ہے اس کی مزید تفصیل فقیر کی تفسیر ''فیوض الرحمن ترجمه روح البیان کے حاشیه ترجمه فلنولینک'' میں پڑھیے

اشکال کیسا: طالب رضا کا یہ مطلب نہیں کہ خدا کچھ اور چاہتا ہے اور مصطفی ﷺ کچھ اور چاہتے ہیں بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ مصطفی ﷺ وہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے خود اپنے حبیب ﷺ کے قلب مبارک کو منتخب فرمایا جیسا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے۔[70]

غلاموں کی شان: نبی پاک ﷺ کے کامل امتیوں کی یہ شان ہے جسے علامہ اقبال مرحوم نے بیان کیا کہ

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے — خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

نائب اعظم ﷺ: حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے نائب اعظم اور خلیفہ مطلق ہیں کہ امورِ تکوینیہ ہوں یا امورِ تشریعیہ آپ ﷺ جس طرح چاہیں فرما سکتے ہیں

امورِتشریعیه: اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یہ اختیار دیا ہے کہ آپ ﷺ جس چیز کو چاہیں واجب کر دیں اور جس چیز کو چاہیں ناجائز قرار دے دیں۔

حضور اکرم ﷺ کے اس منصب خاص کے ثبوت میں بے شمار دلائل قائم کئے جاسکتے ہیں چند دلائل ملاحظہ ہوں:

امام سیوطی نے فرمایا: بانه یخص من شاء بما شاء من الاحکام۔[71] (خصائص کبریٰ جلد ۲)

امورِ شرع میں جسے چاہیں جس چیز کے ساتھ چاہیں خاص فرما دیں۔

امام شعرانی قدس سرہ العزیز نے فرمایا:

وکان الحق تعالیٰ جعل له ﷺ ان یشرع من قبل نفسه ما یشاء۔[72] (المیزان الکبریٰ باب الوضو)

کیونکہ اللہ عزوجل نے حضور ﷺ کو یہ منصب دیا تھا کہ شریعت میں جو چاہیں اپنی طرف سے مقرر فرما دیں۔

اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی تصنیف لطیف ''منة اللبیب بأن التشریع بید الحبیب'' کا مطالعہ فرمایئے۔

---

[69] الخصائص الکبری للسیوطي, باب دعائه صلی الله علیه وسلم لأبي طالب بالشفاء, 207/1, 208, دار الکتب العلمیة بیروت.

[70] مسند أحمد, مسند المکثرین من الصحابة, مسند عبد الله بن مسعود رضي الله عنه, 84/6, رقم الحدیث 3600, مؤسسة الرسالة, الطبعة الأولی, 1421ھ 2001م.

[71] الخصائص الکبری للسیوطي, باب اختصاصه صلی الله علیه وسلم, بأنه یخص من شاء بما شاء من الأحکام, دار الکتب العلمیة بیروت.

[72] کتاب المیزان للشعراني, 57/1.

امورِتکوینیہ: یعنی وہ امور جو تکوین سے متعلق ہیں حضور اکرم ﷺ باذنہٖ تعالیٰ چاہیں تو وہی ہو جو آپ چاہیں۔

ابن سعد حضرت یحییٰ بن حماد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کافروں نے آگ میں ڈال دیا حضور اکرم ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ نے آگ کو حکم دیا:

یا نار کونی بردا وسلاماً علی عمار کما کنت علی ابراھیم۔[73] (خصائص جلد ۲ صفحہ ۸۰)

اے آگ عمار کے لئے تو اسی طرح ٹھنڈی ہو جا جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی ہو گئی تھی آگ فوراً سرد ہو گئی۔

حضرت سفینہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال ہوا کہ آپ کو سفینہ کیوں کہا جاتا ہے جواب دیا کہ ہم ایک سفر میں حضور اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے پاس سامان زیادہ تھا انہوں نے اپنا سارا سامان میری چادر میں باندھ کر میرے سر پر رکھ دیا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اس فعل کو ملاحظہ فرما کر حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

احمل فأنت سفینة فلو حملت من یومئذ وقر بعیر او بعیرین او ثلثة او اربعة او خمسة او ستة او سبعة ما ثقل علی۔[74]

(حجة اللّٰہ صفحہ ۴۳۶)

اُٹھالو اس لئے کہ تم سفینہ (کشتی) ہو حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے ان کلمات مبارکہ کا یہ اثر ہوا کہ اس دن سے میں ایک، دو، تین، چار، پانچ، چھ حتیٰ کہ سات اونٹوں کا بوجھ اُٹھالیتا ہوں مگر کسی قسم کی گرانی محسوس نہیں کرتا۔

امورِ تکوینیہ کے اختیار کی تفصیل کے لئے امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی کتاب "الامن والعلی" کا مطالعہ فرمایئے اور ان کے فیض سے فقیر کے دونوں مسئلے حاشیہ ترجمہ روح البیان المعروف فیوض الرحمن آیت انک لاتھدی من احببت کے تحت تحقیق سے لکھے ہیں۔

تتمہ: اس بحث کو امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ العزیز کے اشعار مع شرح مرشدی مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں قدس سرہ العزیز پر ختم کرتا ہوں۔

ان کے نام کے صدقے جس سے		جیتے ہم ہیں جلاتے یہ ہیں
اس کی بخشش ان کا صدقہ		دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں
ان کا حکم جہاں میں نافذ		قبضہ کل پہ رکھاتے یہ ہیں
قادر کُل کے نائب اکبر		کُن کا رنگ دکھاتے یہ ہیں
ان کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے		مالک کُل کہلاتے یہ ہیں
انا اعطینک الکوثر		ساری کثرت پاتے یہ ہیں

[73] الطبقات الکبری لابن سعد، القول في الطبقة الأولى وهم البدريين من المهاجرين والأنصار، طبقات البدريين من المهاجرين، ومن حلفاء بني مخزوم، عمار بن ياسر، 188/3، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى، 1410 ھ 1990 م.

[74] سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد، جماع أبواب هديه صلى الله عليه وسلم وسمته ودله غير ما سبق، الباب الثالث في سيرته صلى الله عليه وسلم في الأسماء والكنى إلخ، النوع الثاني في تغييره الاسم إلى اسم آخر، 360/9، دار الكتب العلمية بيروت لبنان، الطبعة الأولى، 1414 ھ 1993 م.

رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں		رب ہے معطی یہ ہیں قاسم

(الاستمداد علی اجیال الاتاد صفحہ ۲)

شرح مفتی اعظم قدس سرہ العزیز:

(۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مُردے جِلانا ابھی گزرا اور دارمی کی صحیح حدیث میں ہے:

لقد جاء کم رسول الیکم لیس بوھن ولا کسل لیحیی قلوبا غلفا و یفتح اعینا عمیا ویسمع اذا نا صما ویقیم السنۃ العوجاء[75]

تمہارے پاس یہ رسول تشریف لائے کہ غلاف چڑھے دلوں کو زندہ فرمادیں اور اندھی آنکھیں انکھیاری کر دیں اور بہرے کان کھول دیں اور ٹیڑھی زبانیں سیدھی کر دیں۔

قرآن عظیم میں ہے: مَنْ اَحْیَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا۔ (پارہ٦، سورۃالمائدہ، آیت ۳۲)

ترجمہ: اور جس نے ایک جان کو جِلا لیا اس نے گویا سب لوگوں کو جِلا لیا۔

ائمہ دین فرماتے ہیں عالم جس طرح اپنی ابتداء میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا محتاج تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا یونہی اپنی بقاء میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا محتاج ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوں تو کچھ نہ ہو۔ اس کے نصوص کتاب سلطنت المصطفیٰ میں ہیں۔ انسان و حیوان کی زندگی کھیتی سے ہے کھیتی کی زندگی مینہ (بارش) سے ہے تمام مخلوق کی زندگی پانی سے ہے اور ان سب کی اور تمام جہان کی زندگی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ذکر الٰہی سے ذکر الٰہی کی زندگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لا کر اسے احیاء فرمایا۔

مطالع المسرات میں ہے: ھو صلی اللہ علیہ وسلم روح الاکوان وحیاتھا[76]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہان کی جان اور زندگی ہیں۔

اسی میں ہے:

قد اتفقت کلمۃ اولیاء اللہ علی انہ صلی اللہ علیہ وسلم سر اللہ المعتمد فی الارواح وبنسیمہ وتنسمھا لہ حیاتھا[77]

تمام اولیاء کا اجماع ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے وہ راز ہیں جو سب روحوں میں پھیلا ہوا ہے۔

ھو صلی اللہ تعالیٰ علیہ خزانۃ السر و موضع نفوذ الامر فلا ینفذ الامر الا منہ ولا ینقل الخیر الا منہ صلی اللہ علیہ وسلم[78]

---

[75] سنن الدارمي، باب صفة النبي صلى الله عليه وسلم في الكتب قبل مبعثه، 159/1، رقم الحديث 9، دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية، الطبعة الأولى، 1412 هـ 2000 م.

[76] مطالع المسرات بجلاء دلائل الخيرات، فصل في كيفية الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، رقم الصفحة 271، دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

[77] مطالع المسرات بجلاء دلائل الخيرات، فصل في كيفية الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، رقم الصفحة 272، دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

[78] المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، المقصد الأول، تشريف الله تعالى له صلى الله عليه وسلم، 39/1، المكتبة التوفيقية القاهرة مصر.

خزانہ رازِ الٰہی وجائے نفاذ امر ہیں کوئی حکم نافذ نہیں ہو تا مگر حضور ﷺ کے دربار سے اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور ﷺ کی سرکار سے۔

مدارج شریف میں ہے:

معلوم شد کہ تصرف وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بتعریف الٰہی جل جلالہ و عم نوالہ زمین و آسمان را شامل ست

اسی میں ہے روز روز اوست وحکم حکمِ او بحکم رب العلمین [79]

نسیم الریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض میں ہے: انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا حاکم سواہ فھو حاکم غیر محکوم [80]

رسول اللہ ﷺ کے سوا مخلوق میں کسی کا حکم نہیں حضور ﷺ حاکم کُل ہیں اور جہاں بھر میں کسی کے محکوم (غلام) نہیں۔

مواہب لدنیہ و منح محمدیہ میں ہے: اذا رام امرا لا یکون خلافہ و لیس لذک الامر فی الکون صارف [81]

حضور ﷺ جب کوئی بات چاہتے ہیں وہی ہوتی ہے اس کا خلاف نہیں ہوتا اور حضور ﷺ کے چاہے کا جہان میں کوئی پھیرنے والا نہیں۔

یہی خاص رنگ کُن ہے۔

صحیح بخاری میں ہے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ سے فرماتی ہیں کہ اری ربک یسارع فی ھواک [82]

میں حضور ﷺ کے رب کو دیکھتی ہوں کہ حضور ﷺ کی خواہش میں جلدی شتابی کرتا ہے۔

ائمہ کرام فرماتے ہیں اولیاء میں ایک مرتبہ اصحابِ تکوین کا ہے کہ جو چیز جس وقت چاہتے ہیں فوراً موجود ہو جاتی ہے جسے کُن کہا وہی ہو گیا۔

مطالع المسرات میں ہے: قال الشیخ ابو محمد عبدالرحمن کل اسم من اسماء اللّٰہ تعالیٰ فعال فی الکون موثر فیہ بما یناسب معناہ وللّٰہ عباد اذا تحققوا باسمائہ تکو نت لھم الاشیاء کما اخبر تعالیٰ عن نوح وعیسیٰ ونبینا ﷺ مما ورد قراناً وسنةً وھو جاء فی اتباع الرسل ایضاً مما لا یعد کثرۃ [83]

امام ابو محمد عبد الرحمن نے فرمایا اللہ عزوجل کا ہر نام عالم میں اپنے معنی کے مناسب نہایت فعل کرنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں کہ جب اسماءِ الٰہیہ کے ساتھ متحقق ہوتے ہیں اشیاء ان کے لئے تکوّن (تشکیل) پاتی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے نوح و عیسیٰ علیہم السلام اور ہمارے نبی ﷺ سے خبر دی جس کا ذکر قرآن وحدیث میں ہے اور یہ رسولوں کے پیرووں میں بھی اس قدر کثرت سے جاری ہے کہ گنا نہ جائے۔

اسی میں امام ابو العباس احمد اقلیشی کی تفسیر سے ہے:

---

(79) وہ دن آپ کا ہو گا اور اس میں رب العالمین کے حکم سے آپ کا حکم چلے گا۔ (ن اُویسی)

(80) نسيم الرياض في شرح شفاء القاضي عياض، القسم الأول في تعظيم العلي الأعلى لقدر النبي صلى الله عليه وسلم، الباب الثاني في تكميل الله سبحانه وتعالى له المحاسن خلقاً إلخ، فصل وأما الجود و الكرم و السخاء والسماحة، 281/2، دار الكتب العلمية بيروت لبنان، 1421ھ.

(81) المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، المقصد الأول، تشريف الله تعالى له صلى الله عليه وسلم، 40/1، المكتبة التوفيقية القاهرة مصر.

(82) صحيح البخاري، كتاب تفسير القرآن، باب قوله: ترجئ من تشاء منهن وتؤوي إليك من تشاء ومن ابتغيت ممن عزلت فلا جناح عليك، 117/6، رقم الحديث 4788، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، 1422ھ.

(83) مطالع المسرات بجلاء دلائل الخيرات، فصل في كيفية الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

الأنوار اللامعات في الكلام على الدلائل خيرات، رقم الصفحة 104، دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

قال وهیب بن الورد وکان من الابدال لو قال بسم اللّٰہ صادقا علی جبل لزال والی ھذا اشار بعض اھل الاشارات فی قولہ بسم اللّٰہ منک بمنزلۃ کن منہ[84]

یعنی وہیب بن ورد قدس سرہ کہ ابدال سے تھے فرماتے ہیں کہ اگر صدق والا پہاڑ پر بسم اللہ کہے پہاڑ ٹل جائیگا اور اسی طرف بعض اولیائے کرام نے اپنے اس قول میں اشارہ فرمایا کہ عارف کا بسم اللہ کہنا خالق کے کن فرمانے کی جگہ ہے۔

اسی میں ہے:

وعد الحاتمی من الکرامات اسماء التکوین اما بمعرفۃ الاسماء واما بجرد الصدق لان بسم اللّٰہ منک حینئذ بمنزلۃ کن منہ کزا اشار الیہ بعض العارفین من اھل التکوین وھو صحیح[85]

یعنی امام محی الملۃ والدین حاتمی نے کرامات سے اشیاء موجد کر دینے کے ناموں کو شمار کیا خواہ یوں کہ وہ اسم معلوم ہو جس سے شیٔ موجود ہو جاتی ہے اسے لیا اور مَعدُوم (غیر موجود) شے موجود ہو گئی یا مُجرَّد() اپنے صدق سے کہ صادق کا بسم اللہ کہنا خالق کے کُن فرمانے کی جگہ ہے۔ بعض اولیاء نے کہ خود اصحابِ تکوین سے تھے اس کی طرف اشارہ فرمایا اور یہ صحیح ہے۔

بیہقی و ابو نعیم وحاکم و غیرہم کی احادیث میں ہے کہ توریت وانجیل دونوں میں حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نسبت ہے "اعطی المفاتیح"[86] سب کنجیاں انہیں عطا ہوئیں۔ الامن والعلی میں بارہ حدیثوں سے ثابت کیا ہے کہ خزانوں کی کنجیاں، زمین کی کنجیاں، دنیا کی کنجیاں، نصرت کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں، جنت کی کنجیاں، نار کی کنجیاں، ہر شئی کی کنجیاں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو عطا ہوئیں۔

علامہ فاسی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات شریف میں نقل فرماتے ہیں:

کل ماظھر فی العالم فانما یعطیہ سیدنا محمد صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم الذی بیدہ المفاتیح فلا یخرج من الخزائن الالھیۃ شئی الا علی یدیہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم[87]

جو نعمت تمام عالم میں کہیں ظاہر ہوتی ہے وہ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہی عطا فرماتے ہیں کہ انہیں کے ہاتھ سب کنجیاں ہیں تو اللہ کے خزانوں سے کوئی چیز نہیں نکلتی مگر محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ہاتھوں پر

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر   جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

---

[84] الأنوار اللامعات في الكلام على الدلائل خيرات, رقم الصفحة 105, دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

[85] الأنوار اللامعات في الكلام على الدلائل خيرات, رقم الصفحة 105, دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

[86] دلائل النبوة للبيهقي, جماع أبواب صفة رسول الله صلى الله عليه وسلم, باب صفة رسول الله صلى الله عليه وسلم في التوراة والإنجيل والزبور وسائر الكتب إلخ, 376/1, دار الكتب العلمية, دار الريان للتراث, الطبعة الأولى, 1408 هـ 1988 م.

[87] جلاء القلوب من الأصداء الغينية ببيان إحاطة بالعلوم الكونية, رقم الصفحة 289, دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ اثناء عشریہ میں لکھتے ہیں کہ اللہ عزوجل زبور شریف میں فرماتا ہے:

امتلات الارض من تحمید احمد وتقدیسه وملک الارض ورقاب الامم [88]

زمین بھر گئی احمد کی حمد اور احمد کی پاکی بولنے سے احمد ساری زمین اور تمام امتوں کی گردنوں کا مالک ہوا۔ صلی اللہ علیہ وسلم

امام احمد وامام طحاوی کی حدیث ہے اعشٰی مازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کے حضور میں عرض کی

یا مالک الناس ودیان العرب ﷺ [89]

اے تمام آدمیوں کے مالک اور عرب کے جزا سزا دینے والا۔ [90]

هذا آخر مارقمه

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور۔ پاکستان

۲۳ج۲، ۱۴۱۹ھ

---

[88] الوفاء بأحوال المصطفى, ذكر النبي في التوراة, رقم الصفحة 58, دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

[89] مسند احمد, مسند عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنه, 477/11, رقم الحديث 6885, مؤسسة الرسالة, الطبعة الأولى, 1421 هـ 2001 م.

[90] الاستمداد علی اجیال الارتداد مع شرح ملقب بلقب تاریخی کشف ضلال دیوبند، ص6 – 8